

و لقد نصرکم اللہ بکثر و انکم لاکثر
ہفت روزہ

سلسلہ عالمہ احمدیہ کے دہائی مرکز فائزبان کا بیسی، تعلیمی اور زینتی ترجمان



۱۲

شمارہ

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے“

کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں
میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب
کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف
کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے
یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دُنیا میں
بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر
نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔“
(الوصیّت ص ۱۱)

تصنیف حضرت بانی سلسلہ احمدی علیہ السلام



اِنَّ رَبِّيْ

اِنَّ رَبِّيْ

اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ

۱۸۸۹ء کا دن وہ نہایت مبارک اور پُر عظمت دن ہے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الہی لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضور انورؑ کو بیعت لینے کا حکم ربانی جن الفاظ میں پہنچا وہ یہ تھے :-

اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰهِ - وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا - الَّذِيْنَ يَّبٰرِكُ نَفْسُكَ اَسْمًا يَّبٰرِكُ اللّٰهُ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ - (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

یعنی جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔ اور ہمارے سامنے اور ہماری اس وحی کے تحت (نفاذ) کی کشتی تیار کر۔ جو دگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی تھی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا تھا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے۔ اور کچھ نہیں ہیں۔ اس لئے حضورؑ کو ایک ایسی تقریب کی انتظار رہی کہ جو مخلصوں اور منافقوں میں استیلاز کر کے دکھلائے۔ سو اللہ جل شانہ نے اپنی کمال حکمت و رحمت سے وہ تقریب نومبر ۱۸۸۸ء میں بشیر اول کی وفات سے پیدا کردی۔ ملک میں ایک شدید مخالفانہ رد عمل ہوا۔ خام خیال لوگ بدظن ہو کر الگ ہو گئے۔ حضورؑ کی نگاہ میں یہی موقع اس بابرکت سلسلہ کے آغاز کے لئے موزوں قرار پایا۔ اور حضورؑ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت کا اعلان عام فرمادیا۔

یہ بھی عجیب حُسن اتفاق ہے کہ ادھر حضورؑ نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ دس شرائط بیعت شائع فرمائیں جو جماعت احمدیہ میں داخلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ادھر اسی تاریخ کو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ اس طرح جماعت احمدیہ اور پسر موعود کی پیدائش توأم ہوئی۔

بہر حال ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ کے کمرہ بیعت میں حضورؑ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ) کی بیعت لی۔ اور اس طرح یہ مقدس سلسلہ صدق و صفا، عجز و انکسار اور مثالی وفاداری کی بنیاد پر قائم ہو گیا۔

پسند آتی ہے اُس کو خاکساری؛ تذلّل ہے رہ در گاہ باری!

اس مقدس سلسلہ کے قائم ہونے کے ساتھ ہی ایک ایسی سبق آموز مثال قائم ہو گئی جو ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُس زمانہ کے ایک نامور عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو دعویٰ مسیحیت سے قبل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تقویٰ و طہارت سے اس قدر متاثر تھے کہ حضور انورؑ کی معرکہ الآراء تصنیف براہین احمدیہ پر ریلو کر تے ہوئے انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں لکھا کہ :-

”ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اور اس کا ثلث بھی اسلام کی مالی و جانی دہائی و سانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔“ (اشاعت السنۃ جلد ہفتم)

لیکن جب حضورؑ نے بیعت کا سلسلہ شروع کیا اور دعویٰ مسیحیت پر مشتمل فتح اسلام اور توضیح مرام کی تصانیف منظر عام پر آنے لگیں تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اس بات پر غصہ آیا کہ اس سلسلہ میں مجھ سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے مامور تو محض اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور حکم سے دعویٰ کرتے ہیں۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ یُّوحٰی۔ مولوی صاحب موصوف نے لکھا کہ — ”اس رسالہ (فتح اسلام) کے دیکھنے اور سننے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسیح موعود آپ ہی ہیں۔ اگر آپ کا یہی دعویٰ ہے تو آپ صرف ”ہاں“ یا ”نعم“ فرمادیں۔ زیادہ توضیح کی تکلیف نہ اٹھادیں۔“ حضرت اقدسؑ نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ کے انتظار کے جواب میں صرف ”ہاں“ کافی ہے۔ اس جواب پر مولوی صاحب آپ سے باہر ہو گئے۔ اور مخالفانہ مضامین اشاعت السنۃ میں شائع کرنے شروع کر دیئے۔ حضرت اقدسؑ مسیح موعود علیہ السلام نے فتح اسلام اور توضیح مرام کا ایک ایک نسخہ انہیں بھجواتے ہوئے لکھا کہ :-

”مجھے اس سے کوئی غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔۔۔۔۔ کل میں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اور اس کے ساتھ مجھے الہام ہوا کہ اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ“

پس ۲۳ مارچ کا دن ہمارے لئے بے حد سبق آموز ہے کہ جو لوگ صدق و صفا، عجز و انکسار اور عہد وفاداری کے ساتھ الہی سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں وہ نفاذ الہی کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیسے تھے۔ مگر آج کرۂ ارض پر حضور انورؑ کے ایک کدڑے سے بھی زیادہ جان نثار موجود ہیں۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب کی انانیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُن کی قبر تک کا نشان مٹ چکا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ

کوئی اُس پاک سے جو دل لگا دے پو کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے (عبداللہ فیضی قلم مقام ایدہ)

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

ہفت روزہ بک

وَهُوَ وَقْتُ دُورٍ نَهَيْتُمْ بَلَكُمُ بَعَثْتُ قَرِيبًا كَيْدُ جَب

تم فرشتوں کی قوتیں آسمان اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے

اگر تم نے حق کی طرف جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا

مَلْفُوظَاتُ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ اَقْدَسُ بِاَمْرِ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ اَمَّا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

”عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا موعظ اصلاح خلق کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمراہ ایسے فرشتے اترتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برائی اترتے رہتے ہیں جب تک کفر و ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: نَزَّلَ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّوحَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَوْلَاجِ الْفَجْرِ سَوَاءٌ لَكَ أَوْرُوحُ الْقُدُسِ كَاتِنَزَلُ يَعْنِي آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الہی سے شرف پاکر زمین پر نزل فرماتا ہے۔ رُوح القدس خاصی طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائے ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جو ہر قابل پاسے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور توجہ پیاری معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک رُوح پھونک دی جاتی ہے۔ اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دینی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔ اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں۔ اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگادیتے ہیں۔ اور سنتوں کو ہشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی رُوح پھونکتے ہیں اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں تب لوگ بکفہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں ٹھلنے لگتی ہیں جو پہلے محض تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفہ اللہ سے الگ نہیں ہوتے اسی کے چہرہ کا نور اور اسی کی ہمت کے آثار جلیقہ ہوتے ہیں جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسب رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو۔ اور خواہ آشنا ہو یا بگنی بیگانہ۔ اور نام تک سے بے خبر ہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہونے میں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت انہیں فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفہ اللہ کے ساتھ اترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ الہی قانون ہے جس میں بھی تبدیلی نہیں پادگے اور بہت صاف اور صریح الفہم ہے۔ اور ہماری ہستی ہے اگر تم اس پر غور نہ کرو۔ چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پادگے، وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفہ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تاکہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کسرش قوم نہ ٹھیرو۔“

فتح اسلام صفحہ ۱۹ تا ۲۳ حاشیہ

نئی تعمیرات کی ضرورت

پیش آئے گی۔ اس کے متعلق ہمیں کیا ضرورتیں ہیں، یہ تقریباً طے کر لی گئی ہیں۔ اور نقشہ بنانے کے لئے بعض آرکیٹیکٹس (ARCHITECTS) سے کہا گیا ہے کہ ان عمری ضروریات کو پیش نظر رکھ کے نقشہ بنائیں۔ ضروری نہیں کہ ہر ملک میں ایک ہی معیار کی عمارت ہو۔ مگر نقشہ کم و بیش وہی ہوگا۔ کیونکہ بعض نمائندوں کے لئے بعض کتابوں کو سجانے کے لئے بعض دوسرے کاموں کے لئے خاص قسم کے کمروں کی، خاص شکل کے کمروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو وہ عمومی نقشہ بھی تمام دنیا میں مشترک ہو سکتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مقامی ذرائع سے ان عمارتوں کو بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور فنار علی کا اس میں بہت دخل ہونا چاہیے۔ اور ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ جماعت کا ہر طبقہ اس فنار علی میں کسی نہ کسی طرح شامل ہو جائے۔ اور بوڑھے بھی، بچے بھی، غریب، مرد سب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملے کہ اس مرکزی نمائندہ عمارت میں ہم نے اپنی محنت کا بھی کچھ حصہ ڈال دیا ہے۔

یہاں تک مقامی توفیق کا تعلق ہے ہر ملک اپنی توفیق کو دیکھ کر عمارت کا معیار بنائے۔ اگر کہیں شاندار عمارت نہیں بنائی جاسکتی تو بانسوں کی تعمیر بھی ہو سکتی ہے۔ گھاس چھوس کے ساتھ اس کے خلاؤں کو بند کیا جاسکتا ہے۔ مٹی کی پٹلیں بنائی جاسکتی ہیں۔ ان کو لپٹا پوتا جاسکتا ہے تو یہ تصور نہ بانڈھ لیں کہ یہ عمارت کوئی غیر معمولی قیمتی عمارت ہو۔ عمارت ضرورت کو پورا کرنے والی ہونی چاہیے۔ اور توفیق کے مطابق ہونی چاہیے۔ اس کے بعد اس کو جس حد تک بھی ممکن ہو اگر انسان کا ذہن جیسے خیال رکھتا ہو تو غربت میں بھی وہ حسن پیدا کر لیتا ہے۔ بہت سے ممالک ہیں، ایک ہی معیار کے ہیں اقتصاد کی لحاظ سے۔ مگر بعض ممالک کے لوگ حسین بنجیل رکھتے ہیں۔ وہ انہی ذرائع سے ایک خوبصورت چیز پیش کرتے ہیں اور بعض ممالک ان سے بڑھ کر ذرائع رکھنے کے باوجود نہایت سادہ منظر کی عمارتیں بناتے ہیں۔ ان کا رہن سہن جھڈا ہے اور ان میں ایسا انجیل ہی نہیں کہ جو ان کے خوبصورت کر کے دکھائے۔ تو

جماعت احمدیہ کا نیکو خیال جمنی ہونا چاہیے

زمین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غربت کے نتیجے میں بد زبانی پیدا ہو۔ جھڈی چیز بنائے جائے۔ اس لئے ان دنوں شرطوں کو ملحوظ رکھ کے عمارتیں بننی چاہئیں کہ غربت میں حسن پیدا کریں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بعض نئے محاورے ایجاد کئے ان میں سے ایک یہ بھی بڑا خوبصورت محاورہ تھا کہ "رہو کہ ایک غریب دہن کی طرح سجاؤ"۔ دہن تو بہر حال سجتی ہے، چاہے غریب ہو یا امیر ہو۔ اس لئے سجاد آپ نے بہر حال کرنی ہے، مگر غریب رہے تو غریب دہن کی طرح سکیں۔ اور امیر رہیں تو امیر دہن کی طرح سکیں اور سچائی۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس میں مختلف طاقتوں اور مختلف صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ اور دوستوں کو اپنے کو انھیں مکمل طور پر جو شوق رکھتے ہیں کہ ان کو جھڑک کر حصہ لینے کا موقع ملے، ان کو چاہیے کہ اپنے مکمل کو انھیں اس طرح جھینگیں جس طرح لوگوں کے لئے لکھیا کرتے ہیں۔ اور کئیوں یا امیر کے سپرد کر دیں کہ یہ یہ ہم کر سکتے ہیں۔ اور اس طرف ہمارا ذہن، طبعی رجحان ہے اور اس قسم کا وقت ہم آسانی سے دے سکیں گے۔ اور کتنا زیادہ سے زیادہ دے سکیں گے اس کی بھی تسلیں کی جاسکتی ہیں۔ یہی ان قسم کے وقت سے مراد ہے کہ رات کا وقت، صبح کا وقت، دن کا وقت، ہم وقت، جس نوعیت کی بھی کسی کو توفیق ہو۔ وہ دن کرے اور پھر مرتبہ بھی یقین کر دے۔ تو ان کی طرح ہمارے پاس جو بھی طور پر کام کرنے والے ہونے لگے اور جتنے گھنٹے اور جتنے دن، جتنی صبح، جتنی شام، وہ کئیائی شکل میں بہت کشتی کر نظر آئیں گی تو ان کا منہ دہر پھر معافی دینے لگا۔ اور ان صلاحیتوں کے نتیجے میں ان کے ذہن اور ان کی سوچ میں بھی ایک نکتہ پیدا ہوگی۔ بعض چیزوں کی طرف خیال ہی نہیں جائے گا۔ جب ایک لکھنے والا بتائے گا کہ مجھ میں خدا کے فضل سے یہ یہ صلاحیتیں موجود ہیں تو اچانک ان لوگوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ اچھا یہ بھی ایک چیز تھی۔ اس سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے۔

تو گراں ٹوٹس (Grass Roots) میں کو کہتے ہیں یعنی وہ گھاس کی جڑیں وہاں سے منسوب آئے تھے تو عظیم الشان منصوبہ ہوتا ہے۔ وہ سر کی طرف حرکت کرتا ہے اور پھر سر سے سینے کی طرف اور مزید نقش و نگار کی روشنی کے اور واپس پہنچتا ہے اور پھر ہر مرتبہ جہاں جہاں اس منصوبہ کو عمل میں لانا ہے وہاں کے اعضاء اس میں کام شروع کر دیتے ہیں۔

جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے

میں نے کہا تھا کہ ہر احمدی کو کم سے کم اب دو سال کے لئے دو احمدی تو پیش کرنے چاہئیں۔ گزشتہ تھریسویں کا اب دھنی میں جا کے تو ازالہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن مستقبل کی طرف بڑھتے بڑھتے تو ازالہ ہو سکتا ہے بہت حد تک۔ تو دو کو آپ کم سے کم مہیا کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح پہلے ہم مالی تحریکوں میں چند آؤں سے شروع کر کے پھر بڑھتا رہے یعنی خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق۔ اور کیا وہ وقت تھا کہ دو دو پیسے کا ریکارڈ بھی کتابوں میں چھپ گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے کہ دو پیسے چندہ دیا ہے کسی نے۔ یہ درست ہے کہ وہ دو پیسے کروڑوں سے بڑھ کر مقدس تھے، کروڑوں سے بڑھ کر خدا کے ہاتھ مقبولیت پانگے۔ کیونکہ وقت کے امام کھ نظر میں آگئے اور اللہ کی تقدیر نے ان سے لکھا دیا کہ فلاں شخص نے اتنے پیسے دیئے ہیں۔ لیکن اس سے بعد خدا کا فضل ایک دوسرے رنگ میں بھی نازل ہوا۔ دو پیسے، دو پیسے نہیں رہے بلکہ اس اخلاص کے معیار کے لوگوں کو خدا نے مالی وسعتیں عطا کیں۔ اور عطا ہی ہے بات جو ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے۔ کہ یہ وہی دو پیسے ہیں جو بڑھ رہے ہیں۔ یا وہی چار آئے ہیں جو بڑھ رہے ہیں۔ یہ وہی چند روپے ہیں جو بڑھ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اخلاص اور محبت سے پیش کئے گئے۔ جو برکت پا رہے ہیں۔ آج ہمارے ہاتھوں سے جب یہ نکلتے ہیں تو ہزاروں لاکھوں بلکہ بعض دفعہ کروڑوں بن کے نکلتے ہیں۔ تو خدا کے فضل نے ہمارے مختلف کر دیئے۔ مگر سرچشمہ وہی ہے۔ وہی خلوص اور تقویٰ کا سرچشمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور محنتوں کے نتیجے میں پیدا ہوا۔

پس اس بنج پر ہمیں اب

تبلیغ میں بھی چندوں کا رنگ پیدا کر دینا چاہیے

پہلے اتفاق سے مریوں اور مبلغوں کے علاوہ جب کبھی کوئی داعی الی اللہ اپنی تبلیغ کا پہل پیش کیا کرتا تھا تو بہت نمایاں دکھائی دیتا تھا۔ ریٹس تیس۔ چالیس چالیس ایسے دوست شروع میں پیدا ہوئے شروع ہوئے جب ہم نے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ میں تحریک کی، اس معاملے میں۔ اور بہت تھوڑے نتیجے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بہت دکھائی دیتے تھے۔ اب ایک ایسا وقت آیا ہے کہ بعض داعین الی اللہ کے ذریعے بیسیوں کی تعدادیں، ایک ایک آدمی کے ذریعے بیسیوں ہو رہی ہیں۔ نئے گاؤں بن رہے ہیں۔ افریقہ سے جو روپے ملتی ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اب داعین الی اللہ کی کوششوں کا زیادہ دخل ہو گیا ہے یہ نسبت براہ راست تبلیغ کی کوششوں کے۔ اور اسی طرح ہونا بھی چاہیے۔ مبلغ کا کام تو بالعموم تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے معاملے میں جماعت کو متحرک کرنا ہے۔ براہ راست جتنا وقت ملے وہ بیشک تبلیغ کرے۔ لیکن مبلغ تیار کرنا اس کا کام ہے۔ اور اگر وہ یہ سمجھے کہ میں نے اگر اپنے نام ڈالے دس یا بیس آدمی آدھی تو میرا دقار بڑھے گا۔ اور اگر میں نے یہ لکھ دیا کہ دوسروں نے بنائے ہیں تو شاید میرا دقار کم ہو۔ اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو بہت ہی بے وقوف انسان ہے۔ مبلغ تو سب اجتماعی کوششوں کے پھل کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کا ثواب اس کو ملے گا۔ اور مرکز کی نظر میں بھی وہ مبلغ زیادہ کامیاب ہے جن کے ماتحت عام احباب جماعت زیادہ مستعدی کے ساتھ خدا کے فضل اور رحم سے، ان کی توفیق کے ساتھ، زیادہ کامیاب تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس لئے کریڈٹ (CREDIT) کا یہاں تک تقویٰ ہے کہ وہ سارا مبلغ ہی کا، یا مبلغوں ہی کا ہے۔ یعنی سارے سے مراد یہ ہے کہ اگر ان کو یہ فکر ہو کہ ہمارا کریڈٹ کم ہو جائے گا، تو اس فکر کو مٹا دیں۔ انھیں خیر سے۔ انھیں حضرت علی علیہ السلام نے جو قانون ہمیں بتایا ہے اور جو خدا نے آپ کو بتایا وہ تو بالکل

دنیا کے قانون سے مختلف

ہے۔ دنیا میں تو اگر ایک سے کریڈٹ لیکر دوسرے کو دے دیا جائے تو پہلے کی جھولی خالی ہو جاتی ہے۔ دوسرے سے لے کر تیسرے کو دے دیا جائے تو دوسرے کی جھولی خالی ہو جاتی ہے۔ انھیں حضرت علی علیہ السلام نے جو قانون خدا سے علم پاکر جاری فرمایا اور وہی قانون جماعت میں جاری ہے، وہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی نیک بابت کرے اور اس کا نمونہ دیکھ کر جو اس کی بات میں کر کوئی دوسرا بھی ایسا نیک کام کرے تو اس کو بھی اتنی ہی جزا ملے گی، وہ خدا کے نزدیک اسی طرح اس کا کریڈٹ پانے والا ہوگا جس طرح وہ کام کرنے والا ہے۔ اور پھر فرمایا اس کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ اس دوسرے شخص نے، جس نے کسی ایک سے لیکر کام کیا ہے اس کے ثواب میں پہلے کو حصہ دار بنایا گیا ہے۔ فرمایا ہے اس کو بھلا انا علیہ السلام اور جس کی وجہ سے کسی نے توفیق پائی اس کو بھی انا ملے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جسے ہر احمدی

تو یہی نشین کرنا چاہیے۔ اور کرڈٹ خدا کے ہاں بنتے ہیں۔ دنیا کے کرڈٹ کی ویسے ہی کوئی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ اگر تحریک جدید کے کھاتے میں کرڈٹ نہ بنی ہو رہا ہو۔۔۔ یا انھوں نے کسی شے کے کھاتے میں نہ بنی ہو رہا ہو تو بالکل اس کی کوئی پروا نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ کرڈٹ ایک ہی ہے جو خدا کے کھاتے میں بننا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی معنوں پر زور دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم ہوئے خیراً ہم بگھڑے ہی اسے خیراً رسول! تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

سارا کرڈٹ خود پیش کر رہے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو کہ آپ نے ہمیں آگے بڑھنا سکھایا تو بڑھے۔ ورنہ ہمیں کہاں سے توفیق ملتی تھی۔ تو جہاں تک داعیوں الی اللہ کا تعلق ہے ان کا مزاج یہ ہونا چاہیے۔ ان کا بھی یہ مزاج نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے بنایا ہے۔ اپنے امیر کے سامنے۔ اپنے بڑے کے سامنے ان کا ادب اور احترام اور انکساری کا یہ انداز ہونا چاہیے کہ جی خدا سے توفیق دی ہے۔ لیکن آپ نے سکھایا تو توفیق ملی۔ آپ کا نیک نمونہ پکڑا تو توفیق ملی۔ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ اس رنگ میں اگر

ہامی تعاون اور محبت کے لواحق

سارے داعیوں الی اللہ از سر نو کام شروع کر دیں تو ایک بہت بڑے انقلابی دور میں جماعت شامل ہو سکتی ہے۔ اور وہی دور ہے جس کے دیکھنے کی تمنا ہے ہوسے میں آج آپ کے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں۔ بعض دفعہ اس سے پہلے اب تک ملکوں سے ہزاروں کی اطلاعیں تو آتی رہی ہیں۔ مگر آج تک لاکھوں کی جمعیتوں کی اطلاع نہیں ملی۔ تو دعا یہ کریں اور کوشش یہ کریں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہم معیار کے بیٹے بدل دیں بالکل۔ اور ملک اب ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں چلے جانے لگیں۔ اور کثرت سے ایسے نئے ملک پیدا ہوں اور اولین کی صف میں شامل ہو جائیں یہاں سے یہ اطلاع مل رہی ہو کہ گزشتہ سال اتنے لاکھ تھے اب اتنے لاکھ ہیں۔ اب اتنے لاکھ ہیں۔ اب اتنے لاکھ ہیں۔ تو لاکھوں میں اگر ہزاروں کو بدنام ہے تو وقت کی کمی کے پیش نظر آپ کو احساس ہونا چاہیے کہ کتنی زیادہ توجہ اور محنت اور انفرادی اور اجتماعی قوت کی ضرورت ہے۔ اور

دعاؤں کی بڑی شدید ضرورت ہے

کیونکہ دعاؤں کے بغیر اس قسم کے انقلاب پیدا نہیں ہوا کرتے۔ جتنا معنی آپ زور لگائیں۔ جتنی مرضی آپ کی صلاحیتیں بیدار ہو جائیں۔ جو کام میں آپ کو تیار رہا ہوں یہ آپ کے بس میں نہیں ہے اگر خدا کی طرف سے غیر معمولی توفیق عطا نہ ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں غیر معمولی طور پر۔ اپنے لئے بھی، اپنی جماعت کے لئے بھی۔ اور یہ ارادہ لے کر اٹھیں کہ ہم نے یہ کر کے دکھانا ہے۔ پھر دیکھیں خدا کے فضل سے کتنی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ اور دعا کا تو ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا تعلق بہت زیادہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ آنا گرا ہوتا جاتا ہے کہ دعا کرنے والی جماعت کا نہ دعا کرنے والی جماعت سے کوئی مقابلہ ہی نہیں رہتا۔ یعنی نہ تو یوں کہنا چاہیے کہ نہ دعا کرنے والی جماعتوں کا، دعا کرنے والی جماعتوں کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر دفعہ جب مانگنے والا ہاتھ اپنے ہاتھ کو بھرا ہوا دیکھتا ہے تو جو یقین اور جوش اور حمد کے جذبات اس وقت پیرا ہوتے ہیں جو خدا سے ایک نیا تعلق مضبوط باندھا جاتا ہے، وہ دعا سے غافل آدمی کو تو نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کا تصور بھی نہیں پہنچتا۔ ابھی کل کی بات ہے مجھے

ایک نوجوان دوست

کا جو گزشتہ سال احمدی ہوئے، یہاں سے چلے گئے ہیں، ان کا خط آیا۔ انہوں نے بہت ہی پتے کی بات یہ لکھی اور مجھے بڑا لطف آیا اور یقین ہوا کہ واقعہ جو شخص ان تجربوں سے گزرا نہ ہو، اس کا خیال ہی نہیں آ سکتا کہ اس قسم کی بات میں لکھوں۔ اس نے کہا احببت میں آکر میں نے یہ پایا وہ پایا۔ لیکن سب سے زیادہ جو لطف آیا ہے مجھے احببت میں آکر وہ دعا کا ہے۔ باہر عمر گنوا دی لیکن ہمارے ماحول میں دعا کا ذکر سرسری کبھی آجائے تو آجائے ورنہ اسے ایک ٹوٹر ذریعے کے طور پر اختیار کیا ہی نہیں جاتا۔ اور بھی نہیں سکتا۔ جہاں غیر اللہ کے سہارے لینے کی عادت پڑ جائے، جہاں رشوت کا سہارا لینے کی عادت پڑ جائے، جہاں طائفہ دوست کی سفارش کا سہارا لینے کی عادت پڑ جائے

جہاں ناجائز ذریعہ ہی اختیار کرنے کا سہارا لینے کی عادت پڑ جائے وہاں دعا تو ایک طرف بیٹھی رہتی ہے بے چاری۔ کبھی اتفاق سے خیال آیا تو بھگا۔ ورنہ ایسی چیز نہیں ہے دعا ایسے لوگوں کے نزدیک جو زندگی میں کوئی اہم کردار ادا کرے۔ کوئی ٹوٹر کردار ادا کرے۔ تو کہتے ہیں کہ اول تو دعا کی کوئی اہمیت نہیں۔ دوسرے، وہ دوست لکھتے ہیں، مجھے بہت لطف آیا کہ ہم جیب رسا کسی کو دعا کے لئے کہتے جاتے ہیں، پیروں اور بزرگوں کو، تو بھی انہوں نے آگے سے یہ نہیں کہا کہ تم اپنے لئے بھی دعا کرو اور باقاعدہ کرو۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف ان کی دعا کی طاقت ہے اور کوئی سہی نہیں۔ اور یا وہ ہاتھ اٹھا کر نیچے گرا دیتے ہیں یا کہتے ہیں کہ ہم آج تمہارے لئے دعا کر دیں گے اور کام ہو جائے گا۔ کہتا ہے میں نے جب بیعت کی تو میں نے آپ سے دعا کے لئے کہا تو آپ نے اسی وقت مجھے کہا کہ ہاں میں بھی کروں گا۔ لیکن تم بھی اپنے لئے باقاعدہ دعا کرو۔ تو میں حیران رہ گیا کہ

دعا کا ایک یہ پہلو بھی ہے

ایک زندہ فعال آلہ کار ہے۔ جسے ہر شخص استعمال کر سکتا ہے۔ تو اس لئے دعا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس طرح ایک حقیقت بنا کر پیش کیا ہے، بنا کر نہیں حقیقت دکھا کر پیش کیا ہے، حقیقت تو یہ تھی ہی لیکن حقیقت ایسی تھی جو دکھائی نہیں دے رہی تھی دنیا کو۔ اتنا زور دیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا پر کہ آپ توجہ کریں گے۔ گزشتہ بزرگوں کی کتابوں کی کتابیں پڑھ جائیں، ان میں اتنا زور نہیں دکھائی دے گا۔ اجتماعی طور پر اتنا زور دکھائی نہیں دے گا جتنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا پر زور دیا اور ان معنوں کے ہر پہلو کو کھول کر بیان فرمایا۔

تو یہ جو منصوبہ ہے، اس کی کامیابی کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور ہر چیز میں دعا کے ذریعے برکت پڑے گی۔ اور جب وہ برکت پڑے گی تو آپ کے ایمان میں نئی تازگی پیدا ہوگی۔ نیا روحانی ذوق آپ کو حاصل ہوگا۔ جس سے ایک نئی شخصیت دھڑکی آتی شروع ہو جائے گی۔ اور اس شخصیت کی ضرورت ہے جماعت کو اگلی صدی میں، اس نئی روحانی شخصیت کی جس نے خدا کو علا دیکھا ہو، اس کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم کیا ہو۔ تاکہ بہت عظیم کام جو ہم نے بعد میں کرنے ہیں ان کو ہم زیادہ بہتر رنگ میں، زیادہ یقین اور عزم کے ساتھ، زیادہ کامیابی کے ساتھ سر انجام دے سکیں۔ جہاں تک ملکوں کے منصوبے کا تعلق ہے،

جن ممالک کے سپرد نئے ممالک کئے گئے تھے

ان میں سے بعض نے تو خدا کے فضل سے بڑی محنت کی ہے۔ اور بہت ہی اللہ تعالیٰ نے ان محنتوں کو قبولیت سے نوازتے ہوئے پھل دیا اور بہت شہر میں پھل دیا۔ جو فوراً آگے بڑھیں میں تبدیل ہو گیا۔ پھر اس سے بھی اچھے پھل لگے۔ تو بعض ممالک میں تو اس تحریک سے بڑی رونق آگئی ہے اور نئے نئے ممالک احصیت میں داخل ہوتے ہیں خدا کے فضل سے، اکثر بیشتر داعیوں الی اللہ کی محنت کا اس میں بہت دخل ہے۔ اور جب نئے پھل لگ جاتے ہیں ان سے پورے لگ جاتے ہیں کسی ملک میں تو پھر باقاعدہ تربیت یافتہ مربیان بھی بھیجے جاتے ہیں۔ پھر وہ اور زیادہ کام کو منظم کرتے ہیں۔ لیکن بعض ممالک میں جن میں ابھی تک غفلت ہے۔ یا کام کا طریقہ نہیں ہے۔ وقف عارضی کو استعمال کرتے ہیں لیکن اس طریق پر نہیں کہ کسی ایک جگہ بار بار بات دہرائی جائے۔ یہاں تک کہ وہ اثر کرنے لگے۔ بلکہ وقف عارضی اس طرح ہوتا ہے جیسے کبھی ایک جگہ کوئی انسان گندم کا پھٹا ڈال دیتے۔ کبھی کسی دوسری جگہ پھٹا جاتے، کبھی کسی تیسری جگہ پھٹا جاتے۔ اور پانی دینے لگے تو پانی دوسری زمینوں کو دینے لگے۔ ایک دانہ بھی نہیں آگے گا اس طرح تو۔ آگے کا تو عذر ہے ہو جائے گا۔ وقف عارضی سے بھی اگر غافلانہ آگے نہ لگوں کو، تو منظم طریقے پر اٹھانا چاہیے۔ جہاں پہلا وفد گیا ہے، جو تعلق اس سے قائم ہے، انہی تعلقات کا اعادہ نہیں کرتا انہی کو اگلا وفد اور انہی جگہوں پر جاکر محنت نہیں کرتا اس وقت تک یہ توقع رکھنا کہ ہم بڑا کام کر رہے ہیں اور اس کا پھل بھی ملے گا قسمت سے، قدرت سے، تو پھل مل جائے تو الگ بات ہے، اس سے تو انکار نہیں ہے اور خدا تیار رہتا ہے ایسے پھل مگر باقاعدہ منصوبہ بندی کے طریق پر پھل حاصل کرنے کے اسلوب نہیں ہیں جو خدا نے ہمیں سکھایا ہو۔ اس کے لئے تو حکمت اور عقل کے ساتھ باقاعدہ ایسی محنت کو دہرانا پڑے گا جو بار بار دہرانے کے بعد پھل دیتی ہے۔ اور اسی طریقے اور منصوبے سے دہرانا پڑے گا۔ ہر کام کے اپنے اسلوب ہیں، اپنے طریق ہیں۔ ان کو اختیار کئے بغیر ہماری بہت سی محنتیں بالکل ضائع چلی جاتی ہیں۔ ان سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنے منصوبوں پر نظر ڈالیں۔ سارے ممالک جنہوں نے بعض نئے ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اسلام کا پورا لگا ہاتھ دیا ہے سوچیں کہ کیوں نہیں لگاسکے؟ غفلتیں تھیں تو غفلتیں دور کریں۔ اگر منصوبوں میں کمزوریاں تھیں تو ان کو ٹھیک کریں اور دعاؤں میں کمی تھی تو دعائیں کریں۔ یہ حال یہ ان کا اپنا کام ہے کہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے کر از سر نو بلند عزم کے ساتھ یہ کام شروع کر دیں۔

ان لوگوں پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلاموں پر جنہوں نے اسلام کے لئے نئے نئے ممالک فتح کئے ہیں۔ بہت ہی عظیم الشان کام ہے اس کو خدائی طور پر تقسیم کر کے، مشورے کے ساتھ یا آلٹرنیٹو (مقابلہ = ALTERNATIVE) مشورے بھی صحیح دیکھنا چاہئے کہ اگر آپ کے لئے یہ مناسب نہیں تو اور دوسری جگہ لے لیں اپنی پسند کی۔ تو

جنوبی امریکہ کے ہر ملک میں

یہ عزم کر رہے ہیں آگے۔ کہ خدا کے فضل و رحم کے ساتھ اسلام کا اور اسلام کے احکامات کو پورا راسخ کر دینا ہے اور کوشش کرنی ہے کہ مضبوط جماعت مقامی دوستوں کی وہاں پیدا ہو جائے۔ اتنی کثرت سے اب دنیا میں جماعتیں پھیل چکی ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ اور دنیا میں بھی ایسے مسیح پذیر ہیں کہ یہ کام اگر حکومت کے ساتھ تقسیم کیا جائے تو زیادہ بوجھ معلوم ہی نہیں ہوگا۔ بہت آسانی کے ساتھ خدا کے فضل کے ساتھ یہ دوسرے کاموں کے علاوہ غنم ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ پھر انفرادی ذمہ داریاں ہیں جن کی طرف مجھے دوبارہ توجہ دلانا ہے۔

انفرادی طور پر شخص، ہر مومن، ہر دفعہ ہر وقت کوشش میں رہتا ہے کہ میری کچھ کمزوریاں کم ہوں اور کچھ نئی خوبیاں مجھ میں پیدا ہو جائیں اور اس کے متعلق وہ پھر دعا بھی کرتا ہے۔ دعاؤں کے لئے لکھتا بھی ہے اور جب وہ بے بس ہو جاتا ہے ان کمزوریوں کے مقابل پر تو اور زیادہ بے چین اور پریشان ہو جاتا ہے۔ آگے جو منزل آپ کو نظر آرہی ہے اس کو اگر آپ سامنے رکھ کر

اپنی کمزوریاں دور کرنے کی کوشش کریں

اور دعا یہ شروع کر دیں کہ آئے خدا نئی صدی میں، میرا داخل نہ ہوں جب تک میری کمزوریاں مجھ سے جھڑ نہ چکی ہوں۔ اور بعض نئی خوبیاں مجھ میں پیدا نہ ہو چکی ہوں۔ تو یہ عزم اور یہ قریب آتی ہوئی منزل آپ کی بہت مدد کرے گی۔ اور عام حالات میں جن کمزوریوں کا مقابلہ آپ نہیں کر سکتے تھے یہ ایک نیا رجحان آپ میں گناہوں کا مقابلہ کرنے کی مزید طاقت پیدا کر دے گا۔ تو دعاؤں کے ساتھ انفرادی کمزوریاں بھی دور کرنے کی کوشش کریں اور اپنے گھر اور اپنے ماحول پر نظر ڈالیں کہ ان کی کمزوریاں بھی دور کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اعتراض کا نشانہ بنا کے نہیں۔ طعنہ دے کر نہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو نصیحت فرمائی۔ محبت اور پیار اور خلوص کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے ان کے لئے دعا کرتے ہوئے، عاجزی اور انکساری کے ساتھ کوشش کریں کہ اپنے ماحول میں سے بھی کچھ برائیاں دور کریں، کچھ نئی خوبیاں پیدا کریں۔ اس ضمن میں جہاں تک گھروں کا تعلق ہے

مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے

کہ ابھی تک احمدی گھروں میں بہت سے دکھ موجود ہیں جو محض یا تو خاوند کی بدخلقی کی وجہ سے ہیں یا بیوی کے عدم تعاون اور سبکی کی کمی کی وجہ سے ہیں یا ایسی سہاس کی وجہ سے ہیں جس نے انہوں کو اپنی بیٹی نہیں سمجھا اور یا ایسی بیوی کی طرف سے ہیں جس نے اپنی سہاس کو ماں کا مقام نہیں دیا اور طرز عمل کی کمی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور جو یوں ٹھیک ہو سکتی ہے کہ ایک آغا فانا دل کا ارادہ ہو اور خدا سے توفیق ملے تو وہ فوراً رفع ہو سکتی ہے لیکن توجہ نہیں۔ آنا کا مسئلہ بنا ہوا ہے سرگرم۔ پھر بعض ایسی عادتیں ہیں جو ایسے گھر کے ماحول کو بگاڑ رہی ہیں مثلاً ایک خاوند دیر سے بدخلق ہو چکا ہے بات بات میں اس کے ترشی ہے اس کی بات میں سختی اور طعن ہے وہ بچوں کی تربیت میں بھی سختی کرنی چاہتا ہے۔ بیوی کے اوپر بھی ہر وقت کی تنقید۔ کہ گھر میں ایک عذاب کا ماحول بنایا ہوا ہے اس نے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اسی میں میری بڑائی ہے کہ میں زور اور ڈنڈے کے ساتھ اپنے گھر میں حکومت کر رہا ہوں۔ بعض بیویاں ہیں جو سمجھتی ہیں کہ جب تک شہور نہ کرو خاوند کے خلاف، جب تک انگوٹھے کے نیچے نہ رکھو اس وقت تک گھر میں امن نہیں آ سکتا۔

سب سے بڑا خلاء جو اب تک محسوس ہوا ہے وہ

جنوبی امریکہ کے ہر ملک میں

محسوس ہوا ہے حیرت کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ باہر سے جانور لے آئی تھیں تو وہاں آباد ہونے میں مختلف ممالک میں۔ مثلاً ہنگری میں جب انقلاب آیا تو ہنگری کے انقلاب سے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعت کثرت سے پھیلنا شروع ہوئی تھی۔ یعنی خصوصاً مسلمانوں میں وہ لوگ جو ہجرت کر گئے جنوبی امریکہ میں، ان کے کہیں کہیں سے خط آتے رہے۔ کہیں کہیں سے ان کی اطلاعات ملتی رہیں جو آہستہ آہستہ کم ہونے لگیں اور ایک لمحے عرصے میں وہ تعلق بھی ٹوٹ گیا۔ سوائے اتفاقاً کبھی کوئی آواز دوبارہ آجاتی ہے اس سے یہ تو متہ جلتا ہے کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے سے ہی وہاں جنوبی امریکہ کے مختلف ملکوں میں دانہ دانہ کہیں کہیں احمدیت پہنچی ہے۔ لیکن پھر اس نے نشوونما پائی یا نہیں پائی ہمیں علم نہیں ہے۔ بعض جگہوں پر پاکستان سے جا کے بسنے والے بھی موجود ہیں۔ مگر مقامی نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نئے سال میں یہ پہلا فضل نازل فرمایا کہ براؤیل میں پہلی دفعہ مقامی دوستوں میں سے جو عیسائی تھے، ان میں خدا تعالیٰ نے احمدیت میں داخل ہونے والے پہلے عطا فرمادے اور ایک خاتون کے بعد جو بہت تعلیم یافتہ ہیں، بعض نوجوان بھی خدا کے فضل سے اسلام اور احمدیت میں داخل ہوئے اور اب وہاں امید بندھی ہے کہ نشا و نشا مقامی طور پر ایک تحریک پرویش پائے گی۔ لیکن یہ ایک ہی ملک ہے ابھی تک۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ

اگلی صدی سے پہلے

اگرچہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے، لیکن کام تو اللہ نے کرنے میں۔ اگر دعا اور خلوص اور بہت سے کرم کوشش کریں تو بعد نہیں کہ اس برا عظم کے ہر ملک میں مقامی طور پر پورا لگا دیں۔ یہ وہ خیال ہے جس کے متعلق میں سوچتا رہا تو میرے ذہن میں یہ تدبیر ابھری ہے کہ تحریک جدید کی طرف سے کیل اعلیٰ جو آجکل یہاں آئے ہوئے ہیں وہ منصوبہ بندی کمیٹی کے مشورے کے ساتھ بعض ممالک، ایک سے زیادہ ملکوں کو بے شک تقسیم کریں لیکن یہاں پندرہ دن والے وقف کی سکیم کام نہیں کر سکتی۔ چھ مہینے یا سال کے، یا چھ چھ مہینے اور سال سال کے وقف کی تحریک زیادہ موثر ثابت ہوگی اور اس ضمن میں ایک بالکل نئی طرز پر کام کرنا پڑے گا۔ عام جو طریق ہے عارضی وقف کا، اس کے اوپر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ایسے ممالک جن کے سپرد وہ جگہ ہو کہ تلاش کریں ایسے ریٹائرڈ آدمی یا ایسے کام کرنے والے جو لمبی چھٹی لے سکتے ہوں اور اگر ان کو توفیق نہ ہو تو وہ سارا ملک ان کے لئے اخراجات نہتیا کرے اور ان سے کہیں کہ فرض کفایہ ادا کر دہم سب کی طرف سے اور دیروں کا بھی خود انتظام کرو۔ لٹریچر اور راہنمائی کا جہاں تک تعلق ہے، تحریک جدید سے وہ حاصل کریں اور کہاں جا سکے پیچھنا ہے یہ بھی تحریک جدید ہی ان کی راہنمائی کرے اور پھر وہاں جا کے بیٹھ جائیں۔ دھونی رالیں۔

ان درویشوں کی طرح

جو پہلے بھی خدا کی راہ میں نکل کے ملک فتح کرتے رہے ہیں۔ تو وہاں جا کے اپنا اور اپنے ملک کا نام ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیں۔ دنیا کی قوموں سے تو ہمارا مقابلہ نہیں ہو سکتا، مادی ترقیات میں۔ لیکن خدا نے جس میدان کی چوٹیاں فتح کرنے کے لئے ہمیں پیدا کیا ہے وہ بلند تر چوٹیاں ہیں۔ اور بہت ہی عظیم الشان چوٹیاں ہیں۔ ہمارے فتح کرنے والوں کے نام تو ضرورت ہوئے ہیں لیکن آئندہ نسلیں جس شان کے ساتھ ان لوگوں کو یاد کریں گی جنہوں نے خدا کی راہ میں ممالک فتح کئے ہیں ان کی شان کا وہ ہمالہ کی چوٹیاں فتح کرنے والا تو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آج اس کی زیادہ عزت ہے آج۔ وہ زیادہ معزز ہے دنیا میں آج اس کا نام دنیا کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر زیادہ احترام سے لیا جاتا ہے۔ مگر لازماً وہ ذلت آئے گا۔ جبکہ ارباباں دنیا کے انسان ان ناموں کو تو بھول چکے ہوں گے مگر درود اور سلام بھیجیں گے

اور خصوصاً، گندے مال کی بھی مختلف قسمیں ہیں جو بددیانتی اور دھوکے کا پیسہ ہے وہ تو کسی احمدی کو ہضم ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی سزا خدا تعالیٰ احمدی اگر ہے اور باقی باتوں میں سنبھالے تو خدا تعالیٰ اس کو بعد میں جہنم میں ڈالنے کی بجائے اس دنیا میں سزا دیدیتا ہے پھر۔ پھر وہ بد سے بدتر حال میں منتقل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے لین دین میں احتیاط کریں۔ سودی کاروبار سے، سوائے اس کے کہ کسی ملکی قانون کی وجہ سے مجبوری ہے بے انتہا۔ اس کراہت کے ساتھ جس کراہت کی ساتھ سور کھانے کی اجازت ہے، اس کے ساتھ سودی کاروبار کرنا ہے تو کریں ورنہ اس کو ختم کریں۔ نئے رستے نکالیں اپنے اموال میں برکت پیدا کرنے کے اور ایک دوسرے سے لین دین میں صاف ہوں اور غیروں کے ساتھ خصوصیت سے لین دین میں صاف ہوں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جشن منانے میں بہت بڑی مدد ملے گی۔

جس کے گھر عائلی زندگی میں، سنت پر عمل کرنے کے نتیجے میں، جنت نشان بن چکے ہوں۔ جن کے لین دین کے معاملات ایک دوسرے کے پیسے غصب کرنے میں نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے ایثار کی بنیادوں پر قائم ہوئے ہوں۔ اور جن کے گھر دعائوں اور درود اور سلام کی آوازوں سے اور خدا کی راہ میں گریہ و زاری اور عبادتوں کے نتیجے میں، ایک ایسی موسیقی پیدا کر رہے ہوں کہ جس کی کوئی مثال، دنیا کی کوئی شہید بھی پیش نہیں کر سکتی۔ کہاں وہ نئی طرز کی موسیقی کے پردگراں جہاں لوگوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت عمداً موسیقی کی دُھن میں ڈوب کر خود کشی کرنے کے ارادے سے اس میں داخل ہوئی ہے۔ کہاں خدا کی یاد میں بلند ہونے والی آوازیں، خواہ وہ سسکیاں ہوں، ہلکی آواز کی یا بلند پکار میں رہے ہوں یا تلاوت کی آوازیں ہوں۔ کہاں ذکرِ الہی کی صدا اُٹے۔ یہ اور موسیقی ہے جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے

کہ اسلام آرٹ کے خلاف ہے اور اسلام میں آرٹ کو پروموٹ (Promote) کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ موسیقی کا اعتراض مغرب میں اکثر کیا جاتا ہے۔ ان کو میں سمجھاتا ہوں کہ جو لوگ اپنی موسیقی کی تمنا کو مغربی طرز کی موسیقی کے ذریعے تسکین دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ تو میں بسا اوقات اور اکثر صورتوں میں خدا کے ذکر کی لذت سے نا آشنا ہو جاتی ہیں۔ ایسی مادی

حکومتِ محبت ہی کی ہے اور لا اِکْرَاهَ فِي الدِّينِ میں یہ بھی مفہوم ہے۔ دین کا
ممنون تو بہت ہی وسیع ہے۔ جہاں جہاں آپ اکراہ داخل کریں گے خواہ وہ عالمی
زندگی ہو وہاں جہنم بناتے چلے جائیں گے اس زندہ گی کو۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں
کے لئے بھی۔ اور جہاں محبت اور پیار اور دُعا سے حالات کو خوشگوار بنانے
کی کوشش کریں گے۔ اور بدخلقوں کو بالارادہ دُور کرنے کی کوشش کریں گے
نفرت کی بجائے محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ترش روئی سے
بجائے نرم گفتاری پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کسی سے جہاں جھینٹکی
بجائے ایثار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے وہاں وہاں آپ کو محسوس ہو جائیگا
کہ آپ جنت کی طرف چلنا شروع کر چکے ہیں۔ آپ کا ہر قدم بہتری کی طرف
ردانہ ہوا ہے اور جب تک یہ سفر شروع نہیں کریں گے اس سفر کی منزلیں
کیسے طے ہوں گی۔ تو اکثر جو جھگڑے اور جو شکایتیں مجھ تک پہنچتی ہیں
اور کوئی دن بھی ایسا نہیں ہوتا جبکہ بیسیوں خطوط یہ ذکر لئے ہوئے نہیں
آتے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ بے وجہ کا عذاب ہے جو اپنے اوپر لوگوں
نے سہیڑا ہوا ہے۔ اور صرف ان کے ارادے کا دخل ہے۔ پُر خلوص
ارادے کا، جس کے ساتھ دُعا میں شامل ہوں۔ اگر وہ آج ارادہ کریں کہ ہم
نے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانا ہے تو کل وہ گھر خوشگوار بن سکتا ہے
اور دوسرے دُعاؤں کی کمی ہے۔ پہلے بھی میں نے توجہ دلائی تھی کہ قرآن کریم نے
دُعا سکھائی ہے بڑی خوبصورت۔ وہ دُعا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
أَزْوَاجِنَا وَزُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ یہ دُعا کیوں نہیں پڑھتے اور تقویٰ
کے ساتھ سوچ سمجھ کے دُعا لیں اِمَامًا یہ دُعا اگر پورے
خلوص کے ساتھ سوچ کر سمجھ کر اس کے معنی کیا ہیں، آپ پڑھیں گے
تو اس کا پھل بھی پائیں گے۔

بعض لوگوں نے توجہ کی اور فائدہ بھی اٹھایا۔ بعض دفعہ بعض خواتین نے بہت ہی بے قراری سے خط لکھے کہ ہمارا یہ حال ہو چکا ہے اور ساری کوششیں ناکام ہو گئی ہیں۔ دُعا بھی کرتے ہیں۔ اب آپ دُعا کے ذریعہ میری مدد کریں۔ اب میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ میرے خاوند کو ڈانٹیں یا اس سے خفا ہوں کیونکہ اس کے نتیجہ میں میرے گھر کا ماحول اور زیادہ تباہ ہوگا۔ لیکن دُعا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعض دفعہ اس طرح دُعا کی توفیق بخشی کہ چند مہینے کے اندر اندر بعض دفعہ چند سہفتوں کے اندر اندر اُن کا خط آیا کہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا ہوا ہے لیکن بالکل اچانک، پلٹا کھا گئے ہیں۔ ان کا مزاج اور اندازِ فضل سے نیکی کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ تو میں تجربے سے بتا رہا ہوں آپ کو کہ

جو آپ وصول نہیں کرتے خواہ مخواہ۔ اپنے گھروں کو سجا۔ اور خوشگوار بنانے میں دعاؤں کو استعمال کریں اور دعا سے خلوص نیت پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ بغیر دعا کے نیتیں باندھتے ہیں تو بعض دفعہ ان میں خرابی رہ جاتی ہے۔ اس میں کھوکھلا پن ہوتا ہے لیکن جب آپ دعا کرتے ہیں نیت کے ساتھ تو خدا سے چونکہ مانگ رہے ہوتے ہیں اس لئے نیت بھی ساتھ ساتھ پرکھی جاتی ہے۔ اس میں زیادہ سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں زیادہ عزم آ جاتا ہے۔ تو اپنے گھروں کے ماحول کو بھی سجائیں۔ بہت عظیم الشان جشن ہے یہ۔ جشن کوئی ایسا نہیں ہے جو صرف جھنڈیوں سے یا روشنیاں جلا کر خوبصورت دکھایا جائے گا۔ یہ وہ تزیین ہے جو میں بتا رہا ہوں۔ اس سے آپ نے جشن منانا ہے اور اس کے لئے تیاری کرنی پڑے گی ابھی سے۔ ورنہ اچانک ایک دن میں تو آپ کے گھر کا ماحول خوبصورت نہیں ہو جائے گا۔

پھر نسا زوں کی طرف توجہ کریں۔ گھر میں ابھی بھی بہت سے بچے ایسے ہیں جو نسا زوں سے غافل ہیں اور ماں باپ بچپن سے ان کو عادت نہیں

تیری دہلیز مفلکی پر خدا سے کہہ دگاں!
گو بجتی ہے اک دل مضطرب کی پُردِ دیکار

خجہہ و دستارِ ناپی ہاتھ میں منقولِ کل ہار ، خود ہی بہتر جانتا ہے یہ کہ ہمیں ایسا شمار
گو غفل میں ہے کمی ، لیکن دلوں میں ہے وفا ، آرزو ہے قیری رہ میں جانِ دہل کر دینا
بے سرد سلطانِ ہمیں ہم ایک اٹنی با سکتا ، پیار ہے اس سے ہمیں جس سے کہ تو کرنا ہے چلا
سُلو کے بطنی دل کھچے جاتے ہیں الا اللہ یہ ، شگفتی شیریں ہے اداں ، کتنے سجیلے ہیں منار
امن کا پیغام لے کر بھیجے ہیں کو بہ کو
تا بلند ہو رفتہ رفتہ نوعِ انساں کا وقار

لوگ جو چاہیں کہیں پر اپنی نیت صاف ہے : جانتا ہے رازِ دل خود حضرت پروردگار
 تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے جب کوئی شریک : تیری اعلیٰ شان میں لانا ہے لبِ پرچہ عار
 مؤظفہ صغہ اور حکمت و تدبیر سے : اُس کو سمجھانے کی ہم کرتے ہیں کوشش بار بار
 دل بکھل کر یہ نکلتے ہیں مثالِ جوئے آب : گر یہ دُزاری پہ آتے ہیں مثالِ شیرِ خوار
 یہ محبت، یہ تڑپ، یہ جذبہِ صدق و ثبات
 کس مقدس ذات کی تاثیر سے ہے دل بکاہ

۱۔ سریت کی آنڑھیاں جب چار سو تیزی پر پھیں : نام تیرا بھی گزرتا تھا دلوں پر ناگوار
 ۲۔ رنگیوں کے فلسفے سے کل جہاں پر غوب تھا : راہ دنیا پر کشش تھی، دین کی راہ خاردار
 ۳۔ ناپوں کی قوت ایمان بچید مضاعف : واعظوں کی وعظ بالکل بے اثر اور بے شمار
 ۴۔ صدقہ کی رو کیسے پاسکتے ہیں ایمان سستی : تو برحق سے کب منور ہو سکا وہ پُر غیب سا
 ۵۔ یہ حقیقت ہے مہربانی، یہ صداقت ہے عیاں
 ۶۔ نوح النساں کی یہ حالت ہے پیغمبر اکرمؐ کا

چونکہ گرج خدیں مسجدیں لیکن ہدایت نہیں :۔ کہ رہے تھے خود ہی سلم شرع قرآن سے فراہم
علم و عرفان سے ہی سب نام کے علماء دین :۔ فرقہ بندی کو ہوا دینا تھا ان کا کاروبار
ابن مریم کو بٹھایا تھا چارم چرخ پر :۔ ان کے آنے کا بشارت کہ ہے تھے انظار
خود ہی تشکیل دافیت کے یہ پرچار کار :۔ مولوی رومے زمیں پر تھے سوا ستر سزار
نور ان کے آنسو لاتی ہے یہیں یہ کیفیت

نام لیوا بن گئے تھے آستین کے خود ہی مار
 "ہر طرف کھراست جو شاں تجو افواج نیرنگ" : تیرہویں حد میں بلا شکر دین کی حالت کا ذکر
 دین حتی پر ہر طرف : جسے حملہ آور تھے لکیم : اہل باطل صدق پر کرتے تھے آگے بڑھنے کے ارادہ
 ایک دل غلص یہ حالت دیکھ کر بیاں ہوا : حملہ آور فوج باطل پر ہوا امر دانہ دار
 اچھڑت رہی، چھڑ مصطفیٰ کا فضل تمام : وہ جوی اللہ میدانِ وفا کا شہسوار
 نصرت حتی اور تابکِ ربانی کے طفیل
 کشتی کو اسلام کھنکھائے گئے گریبا طوفانِ یار
 جہادِ دعا ————— خاکسار : عبدالحق رحیم راجھڑہ

مؤرخہ ۱۸-۱۹-۲۰ مارچ و دسمبر ۱۹۹۹ء (۱۹۹۹ء) کو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال ۱۳۵۱ھ میں
۱۸-۱۹-۲۰ فرج (دسمبر) ۶۶ ہجری (۱۹۸۷ء) کی تاریخوں میں منعقد شدہ
عالمی کی منظوری و مہتمم فرمادی ہے۔

اجواب اس مردمان عظیم اجتماع میں شرکت کے لئے مقرر کرتے ہوئے
 اسی سے تمثیلی شروع فرمائیں۔ انہوں نے اجلاس چارغنائی میں
 زیادہ تعداد میں جلسہ انوار دیاں ۱۹۸۷ء میں شمولیت کر توفیق
 عطا فرمائے۔ آمین

ناظر و دعوت و تبلیغ قادیان

موسیقی کا ذریعہ اُن کو حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں جو فطرت کے اندر دبے ہوئے لطیف خدا تعالیٰ نے آلات رکھے ہیں جو ذکر الہی سے لذت پائیوا لے ہیں، جو موجود ہیں، جن سے استفادہ نہیں کیا گیا وہ دبے دبے دب جاتے ہیں۔ مرتے مرتے مرجاتے ہیں یہاں تک کہ سوائے دنیا کی جھن جھن کے اور کوئی چیز آپ کے اندر بحریک نہیں پیدا کر سکتی۔ آپ کے اندر ارتعاش نہیں پیدا کر سکتی۔ تو بے خدا ہونے کا ایک طریق بن جاتا ہے۔ ایک رستہ ہے جو آپ کو روحانی لذتوں سے دور لے جا رہا ہے اور روحانی لذتوں کی قابلیت آپ کے اندر مارتا چلا جاتا ہے جن بدن۔ اس لئے اگر کوئی پوچھتا ہے کہ موسیقی بالکل حرام ہے تو میں کہتا ہوں یہاں تو کان میں پڑے بغیر گزارہ ہی نہیں لیکن موسیقی کی تمنا اور اس میں جذب ہونا حرام ہے یقیناً۔ کیونکہ اس کے بعد پھر تم ذکر الہی کے قابل نہیں رہو گے۔

ذکر الہی کو تم اجمیست و

اس کو غالب رکھو پھر۔ اِلَّا اَللّٰہُمَّ کے اندر اگر کوئی ایسی باتیں آجاتی ہیں تو ان پر اُس طرح پکڑ نہیں کی جاسکتی۔ لیکن لازماً وہ موسیقی جو فطرت کے تاروں میں روحانی ارتعاش پیدا کرتی ہے وہ موسیقی جو آپ کو ملاءِ اعلیٰ کے طبع پر گمانے سکھاتی ہے۔ وہ موسیقی سیما میں انداس موسیقی سے اپنے گھروں کے ماحول کو مترنم کر دیں۔ اس طرح یہ نغمہ گاتے ہوئے اور یہ ساز بجاتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں کہ سرش پر بھی آپ کی موسیقی کی صدا عین ایک خاص دھن کے ساتھ سنی جانے لگیں۔ اور ایک نواص پیار اور محبت کے ساتھ اُس طرح فرشتے آپ کی اس موسیقی کی نقل اتاریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے گمانے وہ ہیں جن کو آسمان پر فرشتے بھی گاتے ہیں۔ پس آپ فرشتوں کو موسیقی سکھانے والے موسیقار بن جائیں اور اگلی صدی میں اس طرح داخل ہوں کہ ساری دُنیا کو نئے انداز موسیقی کے سکھانے والی صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہو اور اول و آخر جماعتِ احمدیہ ہو۔

خطبہ ثانیہ :-

بعض دوستوں اور خواتین کا جواز غائب

نماز جمعہ اور عصر کے بعد پڑھایا جائے گا۔ ان میں سے ایک تو بیمار سے
چودھری عطاء محمد صاحب تحصیلانہ۔ جماعت کے بڑے متعلمین، خدائی
آزمی تھے۔ جن کے بیٹے عبدالعزیز صاحب مغربی جرنی کے مبلغ رہے
ہیں اور چودھری محمد رشید صاحب بھی ان کے بیٹے ہیں، رولہ ہیں۔ آدھ
بھئی بچے خدا کے فضل سے اکثر دین میں اچھے ہیں۔ چودھری عطاء محمد
صاحب رولہ یعنی چودھری عبدالعزیز صاحب سابق مبلغ جرنی کی والدہ
وفاقت پاگئی ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد اسماعیل صاحب انعام صدر مدرس
ان کے بھتیجے سعادت احمد صاحب عین جوانی کے عالم میں ایک برس کے
برادری کا شکار ہو گئے۔ ان کی بھی نماز جنازہ ہوئی۔ مگر نہ انہی کے شہید
بیکم صاحبہ اہلیہ شیخ عبداللطیف صاحب ضمن آباد لاہور کی بھی وفات،
کی اطلاع ملی ہے اور اسی طرح بیمار سے سلسلہ کے ایک واقف
زندگی اور مخلص مبلغ جو غالباً مستقر کے پہلے مبلغ تھے مولوی روشن
دین صاحب، ان کی اہلیہ امۃ المصنم صاحبہ بھی وفات پاگئی ہیں۔ ان صاحب
کی نماز جنازہ فائس، نماز جمعہ اور عصر کے بعد ہوئی۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے دنگداز پہلو پاکیزہ زندگی اور مظهر اقوال

از قلم افاضیہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دہلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

نسیان کا علاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ خاکسار نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے نسیان کی بیماری بہت غلبہ کر گئی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا رُبَّ نَسِيٍّ شَيْءٌ خَادِمٌ لَكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَالْمَكْرِي وَالْخَفِي پڑھا کرو۔ الحمد للہ کہ اس سے بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مرزا محمد دین صاحب سنگردال ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے میں نے آپ کو مرزا غلام رفیع صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جبکہ میں بالکل بچہ تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم تلاوت فرماتے رہتے تھے پھر صبح کی اذان ہوتی تو سنٹیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے نماز کبھی خود کرتے کبھی میاں جان محمد امام مسجد کرتا۔ نماز سے آکر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔ میں نے آپ کو مسجد میں سنت نماز پڑھتے نہیں دیکھا سنت گھر پر پڑھتے تھے.....

اتباع نبوی کا جوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مرزا دین محمد صاحب ساکن سنگردال نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں حضرت صاحب کے پاس سوتا تھا تو آپ مجھے تہجد کے لئے نہیں جگاتے تھے مگر صبح کی نماز کے لئے ضرور جگاتے تھے اور جگاتے اس طرح تھے کہ پانی میں انگلیاں ڈلو کر اس کا ہلکا سا چھینٹا پھواری طرح پھینکتے تھے میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ آواز دیکر کیوں نہیں جگاتے اور پانی سے کیوں جگاتے ہیں اس پر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کرتے تھے

اور فرمایا کہ آواز دینے سے بعض اوقات آدمی دھڑک جاتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۸۷)

دعاؤں کی تاثیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ غالباً دوسرا یا تیسرا لائن جلسہ تھا کہ حضور ایک دن عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا کہ مولوی صاحب (غالباً حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ) فرمادیں۔ (ناقل) میرے دل میں یہ آیات گزری ہیں کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَكْفِيَنَّهُمْ وَبَلَدًا مُّسْلِمًا اور يَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ۔ پھر حضور نے ان آیات کی اس قدر تشریح فرمائی کہ حاضرین نے متاثر ہو کر چیمیں مارنی شروع کر دیں۔ بعد ازاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے سورۃ مریم کی قرأت سے نماز شروع کی۔ اور بحالت نماز بھی دیباہی رونے اور چیخنے کا شور مچا ہوا تھا۔ جو بعد میں کم نظر آیا ہے۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر میں فرمایا کہ دعائیں اس قدر اثر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دعا سے پہاڑ چل پڑتا ہے تو میں اسے یقین کروں گا اور اگر کوئی کہے کہ دعا سے درخت نقل مکانی کر جاتا ہے تو میں اسے سچ مانوں گا۔ ایک سلمان کے پاس سوائے دعا کے اور کوئی ہتھیار نہیں یہی تودہ چیز ہے جو انسان کی رسائی خدا تعالیٰ تک کر دیتی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۲)

قبولیت دعا کا معجزہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ بوجہ کمزوری نظر خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس علاج کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے

نے فرمایا کہ شاید موتیا اترے گا۔ میں نے دو اور ڈاکٹروں سے بھی آنکھوں کا معائنہ کرایا سب نے یہی کہا کہ موتیا اترے گا۔ تب میں مضطرب و پریشان ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حلال عرض کر دیا۔ حضور نے الحمد للہ پڑھ کر میری آنکھوں پر دست مبارک پھیر کر فرمایا "میں دعا کروں گا۔" اس کے بعد پھر وہ مونیہ اترتا اور وہی وہ کم نظری رہی اور اس وقت سے خدائے فضل و کرم سے میری آنکھیں درست رہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حافظ صاحب اچھے عمر آدمی ہیں اور اس عمر کو پہنچ چکے ہیں جن میں اکثر لوگوں کو موتیا بند کی شکایت ہو جاتی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۳)

نماز میں توجہ قائم کرنا کا طریق

بسم اللہ الرحمن الرحیم - سیٹھی غلام نبی صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نماز میں آنکھیں کھول کر توجہ قائم نہیں رہتی۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ آنکھوں کو خوابیدہ رکھا کرو خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریق تھا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۸۷)

عربی سیکھنے کا گر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو عربی سیکھنی چاہیے اور صحیح طریق کسی زبان کے سیکھنے کا یہ نہیں ہے کہ پہلے صرف دُخو پڑھی جائے بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے بولا جائے۔ بولنے سے ضروری صرف دُخو خود آجاتی ہے چنانچہ اس لئے اس خاکسار کو ۱۸۹۵ء میں حضرت صاحب نے قریب ایک ہزار فقرہ عربی کا مع ترجمہ کے لکھوایا۔ روزانہ پندرہ بیس کے قریب فقرے لکھوادیتے اور دوسرے دن سبق سن کر پھر لکھوادیتے

کیا طوطا حلال ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور سے کسی جتہ نے پوچھا کہ کیا طوطا حلال ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم طوطا کھانے کے لئے مار لیا کریں؟ حضور نے فرمایا میاں حلال تو ہے مگر کیا سب جانور کھانے کے لئے ہی ہوتے ہیں؟ مطلب یہ تھا کہ خدا نے سب جانور صرف کھانے ہی کے لئے پیدا نہیں کئے بلکہ بعض دیکھنے کے لئے اور دنیا کی زینت اور خوبصورتی کے لئے بھی پیدا کئے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے بھی یہی فرمایا تھا کہ سارے جانور نہیں مارا کرتے۔ کیونکہ بعض جانور خدا نے زینت کے طور پر پیدا کئے ہیں۔

چشم پوشی

ایک عورت نے اندر سے کچھ جادول چپا کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا شور مچا گیا۔ اس کی نعل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چادلوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت۔ ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی۔ جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آئے۔ پوچھے یہ کسی واقعہ کہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے۔ کچھ تھوڑے سے اسے دیدہ اور خفیت نہ کر دے خدا تعالیٰ کی ستاری کا شہید اختیار کرو۔ (سیرت حضرت مسیح موعود ص ۱۲۲ از حضرت مولوی عبدالحق صاحب)

محاسن انصار اللہ اکیس سالانہ اجتماع

۲۵ شہادت (۱۱) کو منعقد ہوا

محاسن انصار اللہ ضویر اکیس سالانہ اجتماع اعلان ہے کہ آل انصار اللہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۷ء کو تاریخی میں بمقام پنکال منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ زیادہ تر کام سے درخواست ہے کہ زیادہ سے اجتماع کی برکات سے استفادہ کریں۔ نیز دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے آمین۔ تفصیلات بعد کے حکم غلام مصطفیٰ صاحب ناظم ضلع سنگ اور مکرم ابراہیم خان صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال سے رابطہ قائم فرمائیے۔

صدر مجلس انصار اللہ کریمہ جہا

۳۳ مارچ — کوہِ الفرقان

بیعتِ اولیٰ کے صحیح تاریخ کے بارے میں ایک تحقیقی جائزہ

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد - مؤرخ احمدیت ربوہ

سلسلہ احمدیہ میں بیعتِ اولیٰ کی تاریخی اہمیت

سلسلہ احمدیہ میں لدھیانہ کی بیعتِ اولیٰ کو جو تاریخی اہمیت حاصل ہے وہ کسی احمدی سے قطعاً پوشیدہ نہیں اور یہ سلسلہ امر ہے کہ یہ اہم واقعہ (جس نے آئندہ چل کر مذہبی دنیا پر ایک ہم گیر اور انقلاب انگیز اثر ڈالا) مارچ ۱۸۸۹ء میں پیش آیا۔ جبکہ حاجی الحرمین الشرفین حضرت حکیم الامت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحب بصرہ وی نے حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ علاوہ ازیں اس پر بھی اتفاق رائے ہے کہ اس آسمانی اور بابرکت تقریب کے پہلے کے پہلے روز چالیس تند سبوں کا پاک نہاد صاف باطن اور خوش نصیب فائز بیعت امام الزمان کے داخل احمدیت ہوا۔ مگر اس بیعتِ اولیٰ کا آغاز شمسی دھری اعتبار سے کس معین تاریخ کو ہوا؟ اس مختصر تحقیقی مقالہ میں اس اہم موضوع پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

بیاوی تحقیق کے لئے روشنی کا مینار

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۸۸) مرتبہ حضرت میر قاسم علی صاحب دوسری طرف حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام نے حکیم الامت حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ "جائے بیعت کے بانیوں کو آپ شریفہ لادیں۔۔۔۔۔۔" یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے کہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیارپور جادے اور ۱۹ مارچ یا ۲۰ مارچ کو بہرائچ واپس آجائے گا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۲) مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی بذریعہ حکم

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام کا منشا مبارک بانیوں ۱۵ مارچ کے بعد سلسلہ بیعت کے آغاز کا تھا اور نہ حضرت اقدس حضرت مولوی صاحب کو جو آن دنوں جہلم میں قیام فرما تھے، جنوں سے بانیوں ۱۵ مارچ کو پہنچنے کا حکم دیتے بلکہ ۲۲ مارچ سے پہلے وارد لدھیانہ ہونے کی تاکید فرماتے خصوصاً اس لئے بھی کہ حضرت مولوی صاحب نے ایک عرصہ سے حضور کی خدمت میں عرض کر رکھا تھا کہ جب حضور کو جناب الہی سے بیعت کا اذن ہو تو سب سے پہلے بیعت آپ کی کی جائے اور حضور اس درخواست کو ازراہ شفقت قبول بھی فرما چکے تھے۔

دوسرے:- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب سنوری سیدنا حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام کے نہایت جلیل القدر اور شہور صحابی سرخ چھینٹوں کے نشان کے حامل، براہین احمدیہ کی طباعت میں مخلص معاون اور شہور مسافر و شہساز ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام کے خصوصی خادم تھے۔ حضور نے اپنے قلم مبارک سے ازالہ ادہام میں ان کے لئے بہت تعریفی کلمات لکھے ہیں۔

حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ:- "یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کا درجہ سے سیری طرف

کھینچا گیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفا دار دوستوں میں سے ہے جن پر کئی ابتلاء جنبش نہیں لاسکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا۔۔۔۔۔۔ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جو رکھتا ہے۔ الغرض میان عبد اللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبتوں میں سے ہے۔" (ازالہ ادہام طبع اول صفحہ ۹۶)

حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے بیعتِ اولیٰ میں چوتھے نمبر پر بیعت کی اور جیسا کہ آپ فرماتے ہیں جہاں دوسرے بانیوں کو حضور کے حکم سے شریعتی حامد ملی صاحب سے کمرہ بیعت میں جانے کی آواز دی۔ حضور انور نے خود آپ کو نام لے کر بلایا تھا۔

اسی شان کے خدائما بزرگ اور حضرت اقدس سیدنا حضرت موعود علیہ السلام منتخب محبت کا واضح اور قطعی بیان یہ ہے کہ:-

"پہلے دن جب آپ نے بیعت لی تو وہ تاریخ ۲۰ ربیع الثانی مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء تھی۔" (سیرت المہدی حصہ اول طبع دوم صفحہ ۱۹۲) مرتبہ حضرت قمر الانبیاء طبع اول ۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء طبع ثانی ۲۴ نومبر ۱۹۲۵ء) سوم:- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ترائے (عرفانی) کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کا مقام سلسلہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور پہلے مؤرخ کے لحاظ سے نہایت بلند ہے۔ حضرت عرفانی گو پہلے دن بیعت سے شرف نہیں ہوئے تھے ادہ ان ایام میں لدھیانہ میں تھے اور انہیں دونوں داخل بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ صاحب موصوف بھی حضرت مولانا عبد اللہ سنوری کی تائید میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ بیعت کا اصل دن ۲۰ رجب ۱۲۹۰ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

ہی ہے۔

(حیات احمد جلد سوم صفحہ ۱۸۸) چہارم:- حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قطعی رائے تھی بلکہ حضور نے صرف اسی بناء پر ۲۳ مارچ ۱۹۲۲ء کا دن جلسہ مصلح موعود لدھیانہ کے لئے مقرر فرمایا اور پھر اس میں بنفس نفیس شرکت کی اور اپنے روح پرور خطاب کی ابتداء ہی ان مبارک کلمات سے فرمائی کہ:- "اس شہر لدھیانہ میں ۳۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت سیدنا حضرت موعود علیہ السلام نے بیعت لی تھی۔"

(الفصل ۸ از فروری ۱۹۵۹ء) پنجم:- حضرت سرنا شریف احمد صاحب کا مسلک بھی اسی کے مطابق تھا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"سیدنا حضرت موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر سب سے پہلے بیعت ۳۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لی تھی اور جماعت احمدیہ کا قیام موضع وجود میں آیا تھا۔"

(الفصل ۸ مارچ ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۸۸) ششم:- دارالبیعت لدھیانہ میں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۴ء تک جو کتب بطور یادگار نصب رہا اس پر بھی ۳۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہی کی تاریخ ثبت تھی۔

(ریویو آف ریلیجیئر آرڈر جون جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۳۳۳)

ہفتم:- سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخری دور میں "یوم سیدنا حضرت موعود" کی جیادگری اور ساتھ ہی حضور کی اجازت و استصواب کے بعد مرکز احمدیت سے مسلسل اعلان کیا گیا کہ بیعتِ اولیٰ کی تاریخ ۳۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہے۔

(الفصل ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء صفحہ ۱۸۸) ششم:- حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے و سلسلہ احمدیہ کے نامور مولف و محقق کی قطعی رائے بھی اسی تاریخ کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "الف آف احمد" میں تحریر فرماتے ہیں:-

(الفصل ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء صفحہ ۱۸۸) ششم:- حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے و سلسلہ احمدیہ کے نامور مولف و محقق کی قطعی رائے بھی اسی تاریخ کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "الف آف احمد" میں تحریر فرماتے ہیں:-

(الفصل ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء صفحہ ۱۸۸) ششم:- حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے و سلسلہ احمدیہ کے نامور مولف و محقق کی قطعی رائے بھی اسی تاریخ کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "الف آف احمد" میں تحریر فرماتے ہیں:-

THE FORMAL INITIATION BEGAN ON MARCH 23RD, 1989 (20th RATAB, 1308 A.H)

ہفتم:- خالدا احمدیت حضرت مولانا ابوالعطا صاحب نے ۳۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو ایک مضمون سپرد قلم کیا جس میں نہ صرف محولہ بالا تاریخ بیعت کی مکمل تائید کی

بلکہ یہ نہایت ایمان افروز اور لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا کہ :-
 ” ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بغیر کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ پس اس لحاظ سے کوئی واقعہ اتفاقی نہیں ہے۔ بلکہ ہر کام ہر حادثہ اور ہر سانحہ اللہ تعالیٰ کے علم اور عظیم حکمت کے ماتحت وقوع پذیر ہوتا ہے۔ الہی تصرفات میں سے عجیب تصدیق ہے کہ ۲۳ مارچ کو ہی اس زمانہ کے مامور نے روحانی جماعت کا عملی طور پر سنگ بنیاد رکھا اور اسی تاریخ کو مادی دنیا میں ارض مقدسہ پہنچے۔ اس کے بعد جو یہ اسلامی سرکار پانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بہر حال جماعت احمدیہ کے لئے ۲۳ مارچ کی تاریخ نہایت ہی اہم اور خوشی کی تاریخ ہے۔“

(الفضل) ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء (۱۵ ص ۸۵)
 سیدنا المصلح الموعود کی ہدایت خاص، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے تشہید بیان، حضرت عرفانی کے تائیدی نظریہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے واضح فرمان حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت مولانا ابوالفضل صاحب کی جتنی رائے دار البیعت کے یادگاری کتبہ اور جماعت احمدیہ کے اجماعی مسالک سے نواہے اس کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا کہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء کو جماعت احمدیہ کا قیام کسلسل میں آیا تھا۔

تصویر کا دوسرا رخ

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ یعنی ان محرکات و عوامل کا تجزیہ کیجئے جو اس صاف اور قوی نکتہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور جو سبب ہیں۔ (۱) اس نکتہ میں بنیادی طور پر دو امور پیش کیے جا سکتے ہیں۔

- ۱۔ قدیم رجسٹر بیعت میں سند و تاریخ
- ۲۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب کی تحریر کی بیان فرمودہ تحریر اور مجموعہ تاریخوں میں عدم موافقت۔

اول الذکر سے ہندو سرکاری خیال کو بیعت تقدیسہ حاصل ہوتی ہے کہ مسلمان بیعت دراصل ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء سے جاری ہو چکا تھا۔ اور قسہ ادیان کا گڑھ، غوث گڑھ، البیروٹ گڑھ اور

کروانہ جھنڈ اور لہجیانہ وغیرہ کے چھالیں بزرگ بیعت ہو چکے تھے۔ ثانی الذکر امر یہ تعارفی شدہ ڈانٹا ہے کہ بیعت ادنیٰ کی ابتدا ۲۱ مارچ ۱۹۵۷ء کی بجائے ۲۲ مارچ کو ہوئی تھی کہ مشہور مصری فاضل محمد مختار پاشا کی تقویم ”التوفیقات البامیہ“ سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰ رجب ۱۳۷۶ء کو ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء کا دن تھا۔

قدیم رجسٹر بیعت پر ایک طائرانہ نظر

قدیم رجسٹر بیعت جو تاریخ احمدیت کی مقدس دستاویز اور بیعت ادنیٰ کے دور کی نہایت بیش قیمت یادگار ہے آج تک خلافت لائبریری رولہ میں محفوظ ہے۔ یہ رجسٹر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے تیار کیا گیا تھا اور اس کا نام ”بیعتہ توبہ برائے جہیل تقویٰ و طہارت“ تجویز فرمایا گیا۔ اس رجسٹر کی تحریر مختلف ہاتھوں میں رہی۔ بعض نام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے لکھے۔ بعض حضرت مولانا نور الدین صاحب اور دوسرے ہندوگوں نے۔ اس رجسٹر کا پہلا درجہ چوتھہ فرائع ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کے ابتدائی ناموں کا پتہ نہیں چلتا۔ اپریل ۱۹۵۷ء میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پہلی بار اس کے ابت ۱۹۲۲ء اندراجات اپنی کتاب سیرت المہدی حصہ سوم میں شائع فرمائے تو اس کے پہلے آٹھ نام بعض زبانی اور مستند روایات سے قیاساً درج کر کے اسی کے بعد بزرگ پر ۱۹ رجب ۱۳۷۶ء اور ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء کی تاریخوں کا اس میں اضافہ فرمادیا کہ رجسٹر میں مسیحیائیں نمبر پر پہلی تاریخ جو بطور یادداشت درج کی گئی وہ ۲۰ رجب ۱۳۷۶ء اور ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء تھی۔

سیرت المہدی حصہ سوم کی خبر سے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹ رجب ۱۳۷۶ء مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء یوم البیعت تسلیم کیا جاتا تھا۔ جبکہ حال ہی میں بیرون پاکستان کے ایک فائل شدہ دستہ نے راقم الحروف کے نام اس پر ایک تازہ مکتوب میں لکھا ہے کہ اور زور دیا ہے کہ رجسٹر کی اندونی شہادت کہ کیوں قبول نہیں کیا جاتا؟

بلاشبہ یہ قدیم رجسٹر بیعت ایک مستند وسیع قابل استناد اور ثقہ شہادت سماعتوں الاولون کے اصحاب مبارک کی ہے اور کوئی احمدی محقق

خواہ وہ کتنی ہی عظیم علمی شخصیت کا حامل ہو اور تاریخ نویسی اور قلع نگاری میں سند عام کا درجہ حاصل کرے اس سے بے نیاز ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بایں ہمہ قابل غور فکر یہ ہے کہ یہ شہادت کس نوعیت کی ہے؟ اگر یہ شہادت اس بات کی ہے کہ سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہونیوالے قدیم ترین فدائیوں کے نام اور کوائف کیا تھے۔ تو یہ سلفیہ درستی ہے اور اگر یہ شہادت سے مراد یہ ہے کہ اس سے بیعت کرنے والوں کی ٹھیک ٹھیک عملی تربیت اور صحیح صحیح تاریخ کی نشاندہی ہوتی رہے تو قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جیسے اکابر محققین احمدیت کی رائے میں بھی اس کا جواب یکسر نفی میں ہے حتیٰ کہ سر سے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس میں مندرجہ تواریخ بجز دشمسی عین بیعت کے وقت لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرت المہدی حصہ سوم میں تحریر فرماتے ہیں :-

”بیعت کنندگان کے رجسٹر سے جو کچھ کرم میر محمد اسحاق صاحب کے درجہ دستیاب ہوا ہے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا بیعت کے وقت ہی اس رجسٹر میں درج اندراجات کر لیا جاتا تھا یا کہ بیعت کے بعد جدا جدا اکٹھے درج کر لئے جاتے تھے۔ مؤخر الذکر صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ بوقت اندراجات اصلی ترتیب کے کسی قدر اختلاف ہو جاتا ہو بلکہ بعض اندراجات سے شبہ ہوتا ہے کہ بعض اقتات ایسا ہو جاتا تھا کیونکہ بعض موروثوں میں زبانی روایات اور اندراجات میں کافی اختلاف ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۸۸)
 یہ کافی احمقانہ کی بعض نہایت واضح مثالیں

حضرت قمر الانبیاء (نور اللہ مرقدہ) نے مندرجہ بالا تحریر میں جس کافی اختلاف کی طرف نہایت اجمالی طریقہ و نگاہ میں اشارہ فرمایا ہے اس کی بعض نہایت واضح مثالیں بیان کرنا ضروری

معلوم ہوتا ہے۔

- ۱۔ حضرت ام المومنین حضرت سیدنا المصلح الموعود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور دوسرے اکابر سلسلہ اس رائے پر متفق ہیں کہ پہلے دن چالیس بزرگوں نے بیعت کی تھی۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۸۸) سیرت مسیح موعود از حضرت مصلح موعود سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ص ۱۹۰ ذکر جمیع صف مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب (میری) اس مسئلہ حقیقت کے باوجود رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق میں چالیس کی بجائے چھیالیس نام لکھے ہیں۔
- ۲۔ رجسٹر بیعت میں تینتالیسوں نمبر پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا اسم گرامی و نام نامی درج ہے۔ حالانکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی روایت حضرت مولانا عبداللہ صاحب (سنوری) نے لکھا ہے کہ :-

”بیعت ادنیٰ کے دن مولوی عبدالکریم صاحب وہی موجود تھے مگر بیعت نہیں کی۔“

(سیرت المہدی حصہ اول طبع دوم ص ۸۸) - دنیائے احمدیت کے نہایت ممتاز، مخلص اور خدائی بزرگ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی سوانح اور روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت اقدس نے بیعت کے لئے اشتہار دیا تو اگرچہ منشی روٹخان صاحب اشتہار بیعت دیتے ہی زرخیز روانہ ہو گئے تھے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور حضرت میاں محمد خاں صاحب کپور تھلوی دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح کو دھیان پور گھر کو پہنچے۔ ان تین بلند پایہ شخصیتوں نے بیعت ادنیٰ کے پہلے روز ہی بیعت کر لی تھی۔ یہی حضرت منشی روٹخان صاحب بیعت ہوئے تھے۔ یہی حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور انان حضرت محمد خاں صاحب۔

راہیہ احمد جلد چہارم طبع اولی ص ۸۸ اس واقعہ کے برعکس رجسٹر بیعت میں ۲۰ مارچ کی تاریخوں کے تحت ہیں، صرف حضرت منشی روٹخان صاحب کا نام ملتا ہے اور البقیہ دو عشاق مسیح کے مبارک اسماء سہارن پور اور دہلی کے لکھے گئے ہیں۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان عالی مقام مجسمہ اخلاص اور سزا یافتہ وجودوں اور مجمع مسیح کے زندہ جادید اور بے مثال پردانوں کی واقعاتی شہادتوں اور رجسٹر بیعت کے اس حیرت انگیز اند بالکل کھلے کھلے تفاوت و اختلاف کی آخری وجہ کیا ہے؟ اور کیا ان میں مطابقت کی کوئی صورت ممکن ہے؟ یہ ناچیز جو اب عرض کرتا ہے کہ اگر گہری تحقیق سے کام لیا جائے تو یہ بات پائیہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ رجسٹر بیعت کے اندراجات کی اصل اور بنیادی تربیت بیعت اولیٰ کے مبالغین کی علی بیعت کے اعتبار سے نہیں بلکہ قبل از وقت بیعت کی اطلاع دینے والوں یا بیعت کی خاطر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لدعیانہ بیعت جانہ والوں کے اعتبار سے ہے۔ یہ محض قیاسی یا اجتہادی امر نہیں بلکہ اس کا سراغ براہ راست سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس استہارہ سے بخوبی ملتا ہے جو حضور نے بیعت اولیٰ سے قبل فرمایا اور جس میں رجسٹر بیعت کی غرض و غایت پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے استہارہ ۱۸۸۹ء میں بیعت کے لئے مستعد اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

و اے اخوان مومنین! ایدکم اللہ بدوح منہ! آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصتاً بطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں واضح ہو کہ بالقاء رب کریم جلیل رجس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت و نکما کر دیا ہے نجات دے کر فنا حبیبہ بنعمتہم اخوانا کا مصداق بنادے

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کے جو آپ لوگوں کے لئے مفید ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید دلالت و سکونت مستقل و عارضی اور کسی قدر کیفیت کے راگرمکن (تو) اندراج پادیں اور پھر جب

وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد میں ہوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اس کی تمام بیعت کرنے والوں کی خدمت میں بھیجی جائے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جائے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبالغین یعنی داخلین بیعت میں شائع کی جائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جب تک ارادۃ الہی اپنے اندازہ مقدورہ تک پہنچ جائے..... مگر چونکہ یہ کاروائی بجز اس کے باستانی وصحت انجام پذیر نہیں ہو کہ خود مبالغین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام بیت و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیج دیں اس لئے ہر صاحب کو جو صدق دل اور خلوص نامہ سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دی جاتی ہے کہ وہ بھرپور خاص اپنے پورے پورے نام و ولایت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں۔

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۵۱)

حضور انور کے محول بالا الفاظ سے ایک گم شدہ کڑی پر اطلاع ملتی ہے اور یہ صداقت نمایاں ہو کر ابھر آتی ہے کہ رجسٹر بیعت میں ناموں کا اندراج بیعت اولیٰ کے انعقاد سے بھی قبل شروع کیا جا چکا تھا لہذا یہ سمجھنا کہ اس رجسٹر میں علین بیعت اولیٰ کے وقت یا اس کے دوران یا معاً بعد اندراج ہوا یا اس میں درج شدہ تاریخ لازماً بیعت کی تاریخ ہوگی۔ (جہاں تک بیعت اولیٰ کے پہلے دن کا تعلق ہے) یقیناً صحیح نہیں ہو سکتا ہاں استثناء طور پر یہ ضرور ممکن ہے کہ کبھی بزرگ کی لدعیانہ پہنچنے بیعت سے مشرف ہونے اور رجسٹر میں اس کے اندراج کی تاریخ ایک ہی ہو مگر یہ ایک اتفاقی چیز ہے جس کو بہر کیف کلیدیہ کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

سربستہ راز کا انکشاف

اس وضاحت سے یہ عقدہ لایحل اور

سربستہ راز بھی خود بخود منکشف ہو جاتا ہے کہ رجسٹر بیعت میں پہلے دن کی تاریخ میں بیعت کرنے والے چالیس بزرگوں کی بجائے چھیالیس بزرگوں کا کیوں ذکر ہے؟ اور جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پہلے دن بیعت ہی نہیں کی تو پہلی تاریخ میں ان کا نام کیسے درج ہو گیا؟ اسی طرح جب کپور تھلہ کے تینوں بزرگوں نے پہلے ہی دن بیعت کا اہتمام شرف حاصل کیا تھا تو ان کے نام مبارک ۲۱ اور ۲۳ مارچ کی دو الگ الگ تاریخوں میں کیوں لکھے گئے؟

یہ اور اس نوعیت کی سب الجھنیں دشواریاں اور پیچیدگیاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا وضاحتی استہارہ کی برکت سے بیک جنبش قلم ختم ہو جاتی ہیں اور گویا دن چرچہ جاتا ہے اور اب ہم اس کی بدولت یقین کی فولادی چٹان پر کھڑے ہو کر بلا تامل بتا سکتے ہیں کہ رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق تو محض یہ راہ نمائی کرتے ہیں کہ کون کون سے بزرگوں نے بیعت پر آمادگی کی اطلاع دی۔ یا بیعت کی خاطر بیعت اولیٰ کے انعقاد سے قبل لدعیانہ تشریف لے آئے ہیں اور صرف یہی وجہ ہے کہ ۲۳ مارچ سے قبل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سمیت لدعیانہ آنے والے چھیالیس بزرگوں کے نام ریکارڈ کئے گئے بعینہ اسی حکمت سے حضرت منشی روضا خان صاحب کا نام ان کے درود لدعیانہ کے بعد ۲۳ مارچ کو اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور حضرت محمد خاں صاحب کے اسماء مبارک ۲۳ مارچ کو درج رجسٹر کئے گئے۔ اس وضاحت سے ضمناً یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ منشی ظفر احمد صاحب نے اپنے بیان کے مطابق لدعیانہ پہنچتے ہی بیعت اولیٰ کے پہلے روز دوسرے مخلصین کپور تھلہ کے ساتھ بیعت کی تھی اس لئے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی جو تاریخ ان کے نام کے ساتھ مندرج ہے حتمی طور پر وہی تاریخ بیعت اولیٰ کے آغاز کی ہے۔

المختصر! رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق کی فہرست ہرگز ہرگز مبالغین کی واقعاتی ترتیب و تاریخ کے مطابق تیار و مرتب نہیں ہوئی لہذا ۱۹ مارچ ۱۳۰۶ء مطابق ۲۱ مارچ کو بیعت اولیٰ کا دن قرار دینے کا کوئی جواز نہیں۔

قمری شمسی تاریخوں میں مطابقت کا

میں مطابقت کا

مسیح موعود اور اس کا آسان حل

اب تحقیق طلب صرف یہ دو امر رہ جاتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سنوری نے بیعت اولیٰ کی قمری تاریخ ۳۰ رجب ۱۳۰۶ء اور شمسی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء معین کی ہے۔ خلافت التوفیقات الالہامیہ کی رو سے ۳۰ رجب ۱۳۰۶ء کو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن بنتا ہے۔ اس صورت میں آیا قمری تاریخ کو درست سمجھا جائے یا شمسی تاریخ پر اعتقاد کیا جائے؟ اس ضمن میں یہ عاجز محض خدا کے فضل و کرم سے شلی وجہ البصیرت اس رائے پر قائم ہے کہ حضرت مولانا سنوری کی دونوں بیان فہرستہ مذکورہ تاریخیں ہی صحیح ہیں اور اگر کوئی دوسرا یا غلطی ہے تو وہ مصری زلت و سیم و التوفیقات الالہامیہ کی ہے جس میں ۳۰ رجب کے جمادی الثانی کو انتیس دن کا شمار کر کے یکم رجب ۱۳۰۶ء کو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء سے شروع کیا گیا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ اس سال جمادی الثانی انتیس کی بجائے تیس کا تھا اور یکم رجب ۱۳۰۶ء کو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی تاریخ تھی جیسا کہ حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر (بیعت ۱۸۹۱ء وفات ۲۸ جولائی ۱۹۶۰ء) کی مشہور و معروف ایک سنجیس برس کی جنتری سے ثابت ہے یہ جنتری حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں یکم ستمبر ۱۹۰۶ء کو اشاعت پذیر ہوئی تھی اس جنتری کے صفحہ ۲۱ پر تاریخ ۱۸۸۹ء کا عیسوی ہجری فصلی اور بکر کی کیلندرجب ذیل صورت میں درج ہے:-

یوم	مارچ	تاریخ شمسی	تاریخ قمری	تاریخ ہجری
جمعہ	۱	۲۸	۱۴	۱۵
شنبہ	۲	۲۹	۱۵	۱۶
یکشنبہ	۳	۳۰	۱۶	۱۷
دوشنبہ	۴	۳۱	۱۷	۱۸
سنبہ	۵	۱	۱۸	۱۹
چهارشنبہ	۶	۲	۱۹	۲۰
پنجشنبہ	۷	۳	۲۰	۲۱
جمعہ	۸	۴	۲۱	۲۲
شنبہ	۹	۵	۲۲	۲۳
یکشنبہ	۱۰	۶	۲۳	۲۴
دوشنبہ	۱۱	۷	۲۴	۲۵

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ و علیہ السلام کا

ہمیشہ عاشق رسول

روایت حضرت سیدہ نواب مبارکہ علیہم السلام نور اللہ مرقدہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ محرم کا پہلا عشرہ تھا قادیان میں تعزیوں کا میل لگتا تھا اس لئے مجھے ٹھیک یاد ہے ہم سب دن سحر کے لئے باغ گئے ہوئے تھے انجیر کے ٹھکڑے میں میں نے اور مبارک احمد میرے مرحوم بھائی نے ایک کچھوا دیکھا اور اس کو اٹھا کر حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لائے آپ اس وقت باغ والے مکان کے سامنے دائیں ہاتھ کے رخ گھر کی کے قریب ایک چار پاؤں پر لیٹے تھے اور تنہا تھے۔ ہم نے جا کر کچھوا دکھایا فرمایا:-

”یہ کچھوا ہے لوگ کہتے ہیں اس کی بہت بڑی عمر ہوتی ہے؟“
خیر ہم لوگوں کی خاطر سے کچھوے میں دلچسپی لے کر فرمایا کہ:-
”ہو۔ آج تم کو محرم کی کہانی سنائیں؟“

ہم دونوں آپ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات سننا شروع کیے فرمایا کہ:-

”وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے امدان کو منافقوں نے غلاموں نے بھوکا پیاسا کر بلا کے میدان میں شہید کر دیا۔ اس دن آسمان سرخ ہو گیا تھا چالیس روز کے اندر ان قاتلوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب نے پکڑ لیا کوئی کوڑھی ہو کر مرا۔ کسی پر کوئی عذاب آیا۔ کسی پر کوئی۔ نیز زید کے ذکر پر ”زید یلید“ آپ فرماتے تھے مجھے خوب یاد ہے یہ میں نے محضاً دیکھا ہے۔ یعنی وہ آپ کے الفاظ جو مجھے بالکل ٹھیک یاد رہ گئے ہیں۔ ورنہ کافی لمبے واقعات سب تفصیل سے آپ نے ہم کو سنائے تھے اور حالت یہ تھی کہ آپ کے گوشہ ہائے چشم سے آنسو بہ رہے تھے۔ اور آپ انشت شہادت سے برابر پوچھتے جاتے تھے۔ آپ پر وقت طاری تھی۔ اور آواز میں انتہائی درد تھا جس کا آج تک میرے دل پر اثر ہے اور وہ کیفیت مجھے ہمیشہ یاد آتی ہے۔ جب آپ پر آل رسول کی ہتک کا اتہام لگانے کو دشمن منہ کھولتے ہیں۔

میری اس خاندان میں شادی ہوئی جس میں کافی قریبی عزیز مشیہ تھے میں نے مجالس بھی دیکھی ہیں اور آہ و بکا و ماتم بھی۔ لیکن وہ سب مصنوعی اور مرثیوں کے زیر اثر۔ نیزہ خوں کا پیدا کردہ۔ بلکہ جبری صارفینا ہوتا ہے کہ دیکھ کر گھین آتی ہے بجائے اس کے کہ کچھ اثر ہو۔

مگر آپ نے صرف دو بچوں کے سامنے تنہائی میں سادہ الفاظ میں ذکر شہادت حسینؑ کا کرتے ہوئے اصلی اور حقیقی آنسو جو بہ گئے وہ صرف اسی عاشق صادق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ تھا۔ ویسے بھی آپ جب بھی حضرت رسول کریمؐ کا نام لیتے تھے ضرور تھا کہ آپ کے آنسو آجائیں۔ اور اسی خاص انداز سے آنکلی سے پونچھتے جایا کرتے تھے اور باتیں کرتے رہتے میری یاد میں اس کے خلاف کبھی نہیں ہوا۔ اور مجھے یقین ہے کہ کبھی بھی آپ بغیر ابدیدہ ہونے اپنے محبوب کا ذکر نہ کر سکتے تھے۔
اللہ جہم علی محمد و آل محمد۔

نقطہ مبارکہ

زمنشور از رسالہ اصحاب احمد قادیان بابت ص ۱۹۵

در خواست و دعا
مکرر خدیجہ بیگم صاحبہ پھر یاد گیر اپنی صحت و سلامتی اور اپنے بچوں کے نیک صالح خادم دین بننے کے لئے نیز ان کے کاروبار میں برکت اور ترقی کے لئے قارئین بدر سے دعا کی حاجت در خواست کرتے ہیں۔
خاکہارہ البشارت احمد حیدر قادیان

پر ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو یوم البیعت تجویز کئے جانے کا سوال ہی نہیں پڑا تھا۔
حضرت قمر الانبیاء و کائنات طیفی فیصلہ

چنانچہ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنے ایک تحقیقاتی افروز نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”میں عبداللہ صاحب سنوری نے پہلے دن بیعت کی تاریخ ۲۳ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بیان کی ہے۔ مگر جسٹری بیعت کنندگان سے پہلے دن کی بیعت ۱۹ رجب اور ۱۸ مارچ ظاہر ہوتی ہے یعنی نہ صرف تاریخ مختلف ہے بلکہ قمری اور شمسی تاریخوں میں مقابلہ بھی غلط ہو جاتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے میں نے گزشتہ جھڑی کو دیکھا تو وہاں سے مطابق زبانی روایت ۲۳ رجب کو ۲۳ مارچ ثابت ہوتی ہے۔ پس یا تو جسٹری کا اندراج چند دن بعد میں ہونے کی وجہ سے غلط ہو گیا ہے اور یا اس میں چاند کی روایت جھڑی کے اندراج سے مختلف ہوئی ہوگی؟“

اسیرت الہدی حقہ سوم ص ۱۹۳
مطبوعہ ۳۳ فروری ۱۹۳۹ء

یوم	مارچ	رجب	رجب	یوم
۱۲	۱۳	۹	۲۵	۱۱
۱۳	۱۴	۱۰	۲۶	۱۲
۱۴	۱۵	۱۱	۲۷	۱۳
۱۵	۱۶	۱۲	۲۸	۱۴
۱۶	۱۷	۱۳	۲۹	۱۵
۱۷	۱۸	۱۴	۳۰	۱۶
۱۸	۱۹	۱۵	۱	۱۷
۱۹	۲۰	۱۶	۲	۱۸
۲۰	۲۱	۱۷	۳	۱۹
۲۱	۲۲	۱۸	۴	۲۰
۲۲	۲۳	۱۹	۵	۲۱
۲۳	۲۴	۲۰	۶	۲۲
۲۴	۲۵	۲۱	۷	۲۳
۲۵	۲۶	۲۲	۸	۲۴
۲۶	۲۷	۲۳	۹	۲۵
۲۷	۲۸	۲۴	۱۰	۲۶
۲۸	۲۹	۲۵	۱۱	۲۷
۲۹	۳۰	۲۶	۱۲	۲۸
۳۰	۳۱	۲۷	۱۳	۲۹
۳۱		۲۸	۱۴	۳۰

مذکورہ بالا کیلنڈر کے ذریعے صاف کھن جاتا ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو یقیناً ۲۳ رجب ۱۳۰۶ھ کی تاریخ تھی۔ پس حضرت مولانا عبداللہ سنوری کی قمری شمسی تاریخوں میں مکمل موافقت پائی جاتی ہے اور کسی قسم کا تضاد نہیں رہا بریں اختلاف تضاد کے مفروضہ

نمائندگان بکراجماعہا احیاء بھارت

بکرا کی توسیع اشاعت اور خیر یاران و مشہورین سے ان کے واجبات کی بروقت وصولی و حساب فیسی کی غرض سے بھارت کی بڑی بڑی جماعتوں میں بکرا کے مستقل نمائندگان کی تقرری زیر غور ہے۔ حیدر آباد و سندھ آباد و دیگر جگہ کے نمایندگان دیوردگ اور امر آباد کے لئے نامزد کردہ نمائندگان کے نام کے گزشتہ شمارہ میں دیئے جا چکے ہیں۔ کیرنگ پور (پٹیہ) کے لئے مکرم سید الرحمن صاحب کے لئے بی۔ بی۔ کو نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ خیر یاران و معاونین خاص سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے کماحقہ تعاون فرمائیں۔ دیگر بڑی جماعتوں کے امراء و صدر و جوان اور مبلغین و معلمین کو اس سے بھی درخواست ہے کہ وہ بکرا کے لئے موزوں اور مناسب و مستند احباب کے نام تجویز کر کے دفتر بکرا کو ارسال فرمائیں۔

منجیر ہفت روزہ بدر

نامزد و ناظم ضلع بالاسنور (پٹیہ) مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب احمدی کے لئے ناظم ضلع بالاسنور (پٹیہ) نامزد کیا گیا ہے۔ اس طبقہ کی جملہ مجالس انصار اللہ کے خیر یاران اور اراکین سے گذارش ہے کہ وہ موصوف سے کماحقہ تعاون فرمائیں نیز ام صدر مجلس انصار اللہ مرکز یہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شمار

اندام مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور حجازی و قریبی — پاکستان

آج سے ۷۹ سال قبل یعنی ۱۲۶ھ میں
۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانی
سالک احمدیہ کا احوال ہوا تھا۔ اَنَا لِلَّهِ وَ اَنَا
اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ۔ اس سانچہ عظیمہ کے
متعلق حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم
صاحبہ فرماتی ہیں سے

یاد ہے چھبیس مئی سن ۱۸۵۷ء حزب المومنین
وہ غروب شمس وقت صبح فخر افریں
دیکھنے پا رہے تھے جی بھر کر کہ رخصت ہو گیا
مشعل ایسا جلکا کہ نور دور آسمان میں
باتم ملتے رہ گئے سب عاشقانِ بابی نشانہ
مے گیا جانِ بہاں کو گودیں جاں افریں
وہ خوش نصیب آدم اب بہت کم
رہ گئے ہیں جن کو حضرت اقدس کا زمانہ
اور حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضور
کی وفات پر اُن کے جذبات و احساسات
کی عکاسی تو اوپر کے درد و اثر میں دُرے
ہوئے اشعار ہی سے ہوتی ہے۔ بعد میں
آئے والوں کے احساسات اپنے بزرگوں
کے نمونہ اُن کی روایات اور تاریخ کے
صفحات کی روشنی میں مرتب ہوں گے۔ لیکن
ایک روحانی اور دلی تعلق جو محض خدا
داد ہے حضور کی وفات پر پیدا ہونے
والے درد و غم کی اسی کیفیت میں بعد
میں آئے والوں کو بھی مبتلا کر دیتا ہے۔
اور یقیناً آج ردے زمین پر پھیلے ہوئے
دس بلین سے زائد نفوس کچھ ایسی ہی کرب
اور غم کی حالت میں دُرے ہوئے ہیں۔
واللہ اعلمی ما اقول شہید۔

تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ ایسی
صدی مسلمان دنیا کے لئے نہایت تشویش
اور اذیت ناک حادثات سے بھر پوری
ہوئی تھی۔ انہی حادثات و حالات کو دیکھ
کمرہ برصغیر میں علامہ حالی کی بے چین رُوح
یکساں اُٹھتی ہے

اے خاصہ خامانِ دُعل وقتِ دُعا ہے
اُمت یہ تیری آکے غیبِ وقتِ پُرا ہے
جو دینِ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پندرہویں میں وہ آج غریبِ غربا ہے
وہ دینِ ہولِیٰ نہم جہاں جس سے چراغاں
اب اُس کی مجالس میں نہ جی نہ دیا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہباں
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
(مسند حسن خانی)

علامہ اقبال اپنے مخصوص اندازِ کلام

یہیں مسلمانوں کی کیفیت کا ذکر فرماتے ہیں۔

یا تجھ بے زور ہیں الحاد سے دلِ شوگر میں
 اُمتی باعثِ رسوائی پیغمبرِ است
 بُت شکن اٹھ گئے با حق جو پہ بُت گر ہیں
 تھا ابراہیم پدر اور پسر آذر میں
 رہ گئی رسم اذانِ رُوحِ بلالی نہ رہی
 فلحہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
 مسجد میں مرقیہ خواں ہیں کہ نماز کی نہ رہی
 یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے
 شور رہے ہو گئے دنیا سے سماں نالود
 ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مُسلم موجود
 وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمہارے میں ہنود
 یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھو کہ خرائیں ہنود
 لڑا تو سیر بھی ہو، موزا بھی ہو، افغان بھی ہو
 تم سبھی کچھ ہو، ساد تو مسلمان سبھی ہو
 (بانگِ درا)

اور پھر اُن کی فراست پر ہیکار اُٹھنے
ہے
یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
ضمیمہ کردہ ہے جہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
(ضربِ کلیم)

ان دردناک حالات میں باقی سلا
احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیان
نے اذین الہی سے اپنا مشن جاری فرما
دہ اکیلے تھے۔ قادیان کی چھوڑی کسی اکیس
گننام بستی سے آپ نے آواز بلند فرما دیا
اپنے بزدلی حالات کے بارہ میں حضور
خود فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس دکن نام دے ہر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھ
کیکن حضور کی طرف سے تائید دیو
حق میں پہلی معرکتہ الارادہ تصنیف
اشاعت پر ہی جس کا نام "براین احمد
رکھا گیا تھا اور جس میں حق و صداقت
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لائے ہوئے سچے اور آخری دہ
کے مخالفین کو مٹا جانے کا کھٹا چیلنج
گیا تھا ملک کے نامور عالم مولانا محمد
حسین ثمالوی نے تحریر کیا :-

۱۔ یہ کتاب اس زمانہ میں
 موجودہ حالت کی نظر سے ایسی
 کتاب ہے جس کی نظیر آج تک
 شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ
 کی خبر نہیں۔ لعل اللہ محمدؐ

بعد ذالک اہوا..... ہمارے
ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ
سمجھے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہی کتاب
بتا دے جس میں جہد فرقہ ہائے
مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و
برہمنوں سمیت جسے زور دینے سے
مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار
ایسے اشخاص..... کی نشاندہی
کرے جنہوں نے..... مخالفین
اسلام و منکرین اسلام کے مقابلہ
میں مراد رسولی کے ساتھ.....
دعوئی کیا ہو.....

(اشاعت السنہ جلد ۶)

اور جب مئی ۱۹۰۸ء میں حضور کی وفات ہوئی تو اہل علم اور اہل قلم بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ شخص بہت بڑا شخص

جس کا جسم بکھر تھا اور زبان
جادو۔ وہ شے خاص جو دماغی طاقت
کا جسم تھا۔ جس کا نظریہ تھا اور
آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں
سے انقلاب کے تار اُبلجے ہوئے
تھے۔ اور جس کی دو ٹمٹھیاں
بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ
شخص تھوڑا سا ہی دُنیا کے مسئلے
تیس برس تک زلزلہ اور طوفان
رہا۔ جو شور و قیامت ہو کہ
خفتگانِ خواب بھی کو بیدار
کہ تار رہا..... دُنیا سے

آٹھ کیا..... ان کی یہ خصوصیت
 کہ وہ اسلام کے مخالفین کے
 برخلاف ایک فتیہ نعیمیہ عربیہ
 کو فرض پورا کرتے رہتے ہیں
 مجبور کرتی ہے کہ اس احساس
 کا کھام کھلا اعتراف کیا جائے۔
 تاکہ وہ مہتمم بالشان تحریک جس
 نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک
 بہت اور پائمال بنائے رکھا، اُنکے
 بچے جاری رہتے۔ مرزا
 صاحب کا لڑکچہ جو سیجیور اور
 آریلوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور
 میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل
 کر چکا ہے۔

(۱) اخبار و کیل)

حضرت اقدس کی وفات پر ۲۶ مئی

۱۹۰۵ء کے دن ہی ایک اور روح کو
تیرپا دینے والا واقعہ بھی ہوا تھا۔ جو
عظیم و خیر احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح
مبارک بنعمہ صاحبہ کے الفاظ میں یہ
تھا۔

ایک جوان مکھی اٹھا بعزم استوار
 اشکبار آنکھیں لبوں پر عہدِ راسخ دلِ انیس
 شوکتِ الفاظ بھرائی بولی آواز میں
 کرب و غم میں بھی نمایاں عزم و ایمانِ فقیہ
 میں کہوں گا عمر بھر تکمیلِ تیرے کام کیا
 یوں تیری تبلیغ پھیلاؤں گا برعکسِ زمیں
 قدرتِ ثانیہ کے دوسرے منظر
 اول العزم فرزندِ ارجمند حضرت مرزا
 بشیر الدین محمود احمد کے باوقار سالہ دور
 کے تمام شب و روز بلاشبہ کی زندگی
 کا ہر لمحہ اس ”عہدِ راسخ“ کو زیادہ
 سے زیادہ نکھاتے چلے جاتے پرتند و گلا
 کی حقیقت دکھاتا ہے۔ اور تاقیامت
 آئندہ نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام
 دیتا رہے گا۔ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی حَقِیْقۃً
 الامر ہے کہ تقدیرِ الٰہی کے ماتحت
 ”ذریعہٴ بشرہ“ اور ”قدرتِ ثانیہ“
 آئندہ تاقیامت حضرت باقی سلسلہ
 احمدیہ کے ذریعہ جاری کئے گئے بشر
 کی آبیاری نیز ترقی اور کامرانی کو
 ممانعت کے طے ہوتے چلے جائے گا نہ
 تا مژدہ نشانِ ہں۔

حضرت اقدس متحضر فرماتے ہیں :-
”خدا آٹھ لاکھ بار وعدہ تھا کہ
میرے نسل میں سے ایک میری
بنیاد حمایت اسلام کی دلائل
گاہ..... اس لئے اُس نے
پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی
میرے نکاح میں لاوے۔ اور
اُس سے وہ اولاد پیدا کرے
جو ان لکھروں کو جن کی میری
باتھ سے شمریں گی ہوگی ہے
نئیائیں زیادہ سے زیادہ پھیلا
دے..... خدا نے تمام
جہان کی طرف کے لئے میرے
آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی
ہے“ (ترباتی القلوب)

نیز حضور جماعت احمدیہ کو اپنی
وفات کی خبر دیتے ہوئے فرماتے
دو سو اے عزیز نرو! جب کہ
قدیم سے سنت اللہ ہی ہے کہ
خدا تعالیٰ دو قدر میں نہ طعنا
ہے۔۔۔۔۔ سو اب تم
نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم
سنت کو ترک کر دیوے۔ اس
لئے تم میری اس بات سے جو

میں نے تمہارے پاس بیان کی
تکلیف دہ ہو اور تمہارے دل
پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے
لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا
ضروری ہے۔ اور اس کا آنا
تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ
وادی ہے جس کا سلسلہ قیامت
تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ
دوسری قدرت آپ نہیں سکتی
جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن
میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس
دوسری قدرت کو تمہارے لئے
بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے
ساتھ رہے گی؟

راوییت

حضرت اقدس نے مستقبل میں سیدنا
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضرت کے لئے توئے آخری
اور کامل دین کی مکمل فتح اور غلبہ کی
خبر ان الفاظ میں دی ہے۔
و دنیا میں ایک ہی مذہب
ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔
میں تو ایک ختم نبوی کے لئے
آیا ہوں۔ صومیر سے ہاتھو سے
وہ ختم ہو یا گیا۔ اور اب وہ
بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی
نہیں جو اس کو روک سکے؟

(تذکرۃ الشہادتین)

یہ قادیان کے بھرت سے پہلے کا
واقعہ ہے۔ راقم الحروف کی زوجانی
کا۔ ایک خوشگوار اور سرسبز
شاہد و اسب ماحول میں خدام الاحمدیہ
نہیں احمدی نوجوانوں کا سالانہ اجتماع
تھا۔ ملک کے طلی و عرس سے آئے
و اسے نوجوان جاتی اپنے ہاتھوں سے
سکھائے جو وہ نوجوان میں مقیم تھے۔
غیر تہجد کے وقت سے لے کر رات
گئے ملک و سر قرآن و حدیث، علمی
اور ورزشی مسابقات اور تفریحی
کے چرچہ گرام جاری رہتے۔ قدرت
تانیہ کے دوسرے مظہر کے لئے نور
چہرہ اور آپ کے پیر شوکت کلمات
کا سحر آفرینی کا بیان یقیناً کسی
عاجز کی طاقت سے باہر ہے۔ حضرت
مرزا ازہر احمد صاحب صدر مجلس
نور کے پیر کے ہونے کی شہادت
میں سے تمام ملک کے نوجوان سائنسی
کے پیر موقع اور ہر مقام پر سفالی
کر لی نظر آتی تھی۔ انہیں کارکنوں کو
ہدایات دے رہے ہیں۔ انہیں مختلف
مقابلوں کے معائنہ میں مصروف ہیں۔

پھر اسٹیج پر ملحقین کل اور شور و
اجلاسوں کی حدت فرما رہے ہیں۔
ان کے ساتھ مسند منظم اور باوقار
معاونین اور ہمکن کی ٹیم تھی۔ اس
ٹیم کے درمیان ایک حسین ہونہار
اور ابھرتا ہوا نوجوان بھی تھا۔ صحت
منڈ انتہائی مہنتی نہایت ذہین حاضر
جواب خوش اطوار اور خوش گو۔
نہ جانے کیا کیفیت طاری ہوئی کہ
اسٹیج پر وہ فارسی الاصل نوجوان نظم
پڑھنے تشریف لایا اور انتہائی صوفی
در د اور بے قرار روح کے ساتھ
وہ کلام محمود میں سے یہ نظم پڑھی
وہ نکات معرفت بتلائے کون
جام وصل دلربا پلوائے کون
ڈھونڈتی ہے جلوہ جاناں کو آنکھ
چاند سا چہرہ ہمیں دکھلائے کون
کون دے دل کو تسلی ہر گھڑی
اب اڑے وقتوں میں اٹھے اے کون
کون دکھلائے ہمیں راہ ہدای
حضرت باری سے اب ملوئے کون
محبوب کی جدائی سے ایک محبت
کرنے والے پہلو پر جو گدگداتی ہے
اور عاشقان زار کی رو جان احساں
فرقت کی آگ میں جس طرح جلتی
رہتی ہیں وہ کیفیت اس وقت یقیناً
ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے
آگئی تھی۔ کون سی آنکھ تھی جو شکوہ
نہیں تھی۔ کون معا دل تھا جو سوز
و گداز کی کیفیت میں ڈوب نہیں
چکا تھا۔ اور کون سی روح تھی جو
در و فرقت کے احساں سے تڑپ
نہیں اٹھتی تھی؟

آج وہ فارسی الاصل نوجوان
لغز لہ لہا نے قدرت تانیہ کے پیر
مظہر کی حیثیت سے جماعت احمدیہ
کی احسان کے مندرجہ پیر خاتم
ہیں۔ مگر آج ہم فرقت محبوب کی
دوسری کیفیت کا شکار ہیں۔ آج
ہمارے دل جدائی کا درد جاری
تلاش ہے نہ تھی ہو رہے ہیں۔ ہمارے
آنسو تک نہیں سکتے اور ہمارے آنسو
ختم نہیں سکتے اگرچہ ہمارے تباہی
خاکوشی ہیں۔ اور ہم بے بسی اور
مجبور ہیں۔
اور سنا یا کہ امر دنیا میں زندگی
کا اعتبار نہیں۔ اور اگر اسی حالت
میں ہم سر رہیں گے تو اسے زمین
وطن باتم گزرتی دینا جس کی چھائی
پر ہمارے پیشانیوں پر خدا سے دشمنان
اور قدر کے حضور سے سجدہ ہو گا۔

ہوئی ہیں۔ اور اسے وطن کی ہواؤں
اسے آسنا نوباتم بھی گواہی دینا کہ
ہم عاجزوں کی آہ و بکا تمہاری
بلندیوں کو چیرتی ہوئی رب العرش
کے حضور جاتی ہے کہ ہمارے دلوں
پر کیا گز رہی تھی۔ اور مستقبل

خاتم اور ختم
انکاسی اور غلط نبوت کا ثبوت

خاتم اور ختم کے معنی ذریعہ تاثیر
کے ہیں۔ اس کے علاوہ خاتم اور ختم کے
معنی اثر کے بھی ہیں۔ جو تاثیر کے نتیجہ
میں پیدا ہوتا ہے۔
کبھی اثر سے بھرا مراد بند اور ختم
بھی ہوتا ہے۔ غیر احمدی علماء بغیر کسی قرینہ
کے موجود ہونے کے خاتم الانبیاء کے
معنی بند اور ختم کے کر لیتے ہیں۔
خاتم الانبیاء کی ترکیب قطعاً یہ اجازت
نہیں دیتی کہ اس کے معنی بند اور ختم
کے لئے جائیں۔ کیونکہ خاتم کے معنی اول
یعنی ذریعہ تاثیر کے لئے جائیں تو معنی یہ
ہو گا۔ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تاثیر قدسی اور افادہ دہانی کے
نتیجہ میں انبیاء جو آثار اور اطلال میں
ظہور میں آئے۔
اگر خاتم کے معنی اثر کے لئے جائیں
تو آنحضرت دوسرے انبیاء کے فیض کے
نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور انبیاء تاثیر
قرار پاتے ہیں جو کہ غلط ہے۔
فی الحقیقت ایک گہرے بہت سے
آثار پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس صورت
میں گہر تاثیر کے معنی یہ ہیں کہ کبھی
انہیں ہوگا کہ بہت سے گہریں مل کر ایک اثر
پیدا کریں۔ غدار کے معنی اختیار کرنے
سے خلاف حقیقت امر وقوع میں آتا
ہے جو قرآن کی شان کے خلاف ہے۔
علماء کے معنی کے لحاظ سے بہت سی
اصل اور حقیقی گہریں مل کر ایک لفظی اور
اثر پیدا کرتی ہیں۔ یہ امر خلاف حقیقت
ہے۔ اس لئے یہ معنی غلط ہیں نیز ان معنی
کے لحاظ سے حقیقی خاتم انبیاء قرار پاتے
ہیں اور وہ آنحضرت کی نبوت کو ہرگز
ہیں۔ قدرت پرور۔

اہل نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ابدی
ہے اور اس کے ابدی ہونے کا ثبوت

کے مورخ کو بتادینا کہ آج ہم دور
افتادہ غلاموں کی بھی بھاری پکار
تھی ہے
کون جسے دل کو میرے صبر و قرار
اشک خونیں آنکھ سے نیچوٹے کون
واحد و عوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہے

خاتم اور ختم
انکاسی اور غلط نبوت کا ثبوت

یہ ہے کہ آپ خاتم ہیں یعنی آپ کے توسط
سے اور آپ کی پیروی سے آئندہ فیض
نبوت حاصل ہوگا۔
جب تک کوئی حاکم اپنے عہدہ پر قائم ہے
اس کی فہر کا کم کرتی ہے۔ اور اس کی فہر
کا دستاویز پر ثبت ہونا اس بات کا
ثبوت ہے کہ اس کا حکم جاری ہے۔ جب
کوئی حاکم معطل کر دیا جائے تو اس کی
فہر کا ثبت کرنا بند کر دیا جاتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم ہونے
کے ثبوت کے لئے یہ ضروری تھا کہ
آپ کا ظہور اور مظہر ہو۔ انکاسی
اور غلط نبوت کا مفہوم لفظ خاتم سے
مستنبط ہے۔
تعمیر اور فرق بیان کرنے کے لئے
یہ ضروری ہے کہ ایک فہر کا حقیقی فہر
کہا جائے اور دوسری فہر کو انکاسی یا
غلط قرار دیا جائے۔
اس طرح جو نبوت خاتم کے نتیجہ
میں پیدا ہوئی ہے اس کو انکاسی یا
غلط نبوت کہنا ہی درست ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ
تک جو نبوتیں تھیں وہ براہ راست اور برا
و اسطہ تھیں۔ آنحضرت جو کہ خاتم ہیں
آپ کے بعد اسطہ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔
اور تمام براہ راست نبوتیں ختم اور بند ہو گئی
ہیں۔ آنحضرت کا خاتم ہونا حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی نبوت کو ہرگز تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ براہ
راست نبوت ہے۔ اور آنحضرت کا واسطہ
درمیان میں نہیں ہے۔ تو حوض وادی نبوت آنحضرت
کی اپنی نبوت ہے۔ تمام پہلے انبیاء کی نبوتیں
براہ راست تھیں۔ ایسی نبوتوں کو مستعمل نبوت
کہنا درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے در و بر و اسطہ تمام پہلی نبوتوں کا خاتم
کیا ہے اور تمام پہلے ادیان کا خاتم کیا ہے۔ لیکن
اپنی نبوت کا سلسلہ تو وسط سے جاری
کیا ہے۔ آپ کی نبوت وادی نبوت
ہے۔

ہر اک کو کلمہ پڑھائیں احمدی ہیں آپ

نتیجہ فکر خیر ممولوی محمد صدیقی صاحب امرتسر اور مخدوم

دوئی جہاں سے مٹائیں کہ احمدی ہیں آپ
صدائقوں کے جو اہر حقیقتوں کے گہر
فقط خدا سے ڈریں اور سر نیاز اپنا
جہاں جہاں بھی تسلط ہے ظلموں کا وہاں
بھٹک گئی ہیں جو اقوام جاوید حق سے
ہر ایک ملک میں ہمارے پیچھے اسلام
نہ حق کسی کا دہائیں نہ خود کسی سے دہیں
نہ دل کسی کا دکھائیں کہ احمدی ہیں آپ

سدا ہمکنار ہے جن سے گشتیں اسلام
بڑھنا کے کٹھن تو حید اہل مغرب کو
کبھی نہ لوٹیں گے نجات مگر رفتہ کے
ہیں راہیں کھلی گئیں تبلیغ کی پھر اندلس میں
نوا کرے وہاں اسلام پھر سے غالب ہو
ہے فتح پانی پھر اس ملک پر فہت سے
نہ جاوہ تخت مغرب سے ہوں کبھی مرثوب
دیئے بچھا کے دلوں سے غرور و نخوت کے
وفا کے دیپ جلائیں کہ احمدی ہیں آپ

کسی کہ بحر فداالت میں ڈوبے منت دیں
لٹے ہلاکے گمراہ تو سب کو آتا ہے
جو دیکھا ہو آپ ان کے دستکار بنیں
بھنور سے کشمیر اُترت ابھی نہیں سفوف
ہمیشہ چھپنے پہر رات کے اندھیروں میں
ہزار ظلم و ستم ڈھائے دشمن اسلام
زبان کھولے نہ عدد پر بھی بددعا کے لئے
سہیں خوشی سے جفا میں کہ احمدی ہیں آپ

ہے جس کا کام ہی دشنام اور گالی گھونچ
کر میں نہ شکوہ زبانی کی سب زہری کا
جو دودھ اُترا ہے افلاک سے بشر کے لئے
دھندلے کیے نام دکان کے ٹما کے ہر دل سے
کبھی نہ ذکر الہی سے دل رہے پیچھا فانی
نہ بھولیں اس کی دفا میں کہ احمدی ہیں آپ

امام وقت کے نقش قدم پہ چلنے کو
علوم دنیا و دین حق نے جو کئے ہیں عطا
خلاق مسنت و قرآن میں جو رسم و رواج
نیا کے اسوہ حسنہ سے اپنا قول و عمل
دلوں میں نبوت جگائیں بہم اخوت کی
ہر اک سے پیار بڑھائیں کہ احمدی ہیں آپ

کہیں نصیحت و تلقین خیر ہر اک کو
جو شرعی منصوبہ اپنا بھلائے پیچھے ہیں
ہمیشہ نفاہ و باطن کو رکھیں پاکیزہ
لبوں پہ جمبوٹ کبھی بھول کر بھی آئے سکے
ادب بڑوں کا کریں اور رحم چھوڑوں پر
کریں کسی پہ جو احسان فقط خدا کے لئے
خدا کی رہائی ہمیشہ ہی مال و مرد اپنا
وہ غم کے مارے جو اپنوں سے ہیں جدا اُن کو
بہم ملا کے دکھائیں کہ احمدی ہیں آپ

ضرر رساں جو کوئی چیز راہ میں دیکھیں
جو اشک شوقی یا مائی کا بیوگان کی مدد
کہیں جو بجائی سے بجائی تو برسرِ پیکار
امام زہدی دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
جو مر رہے ہیں نہ صدیق اُن کو مرنے دیں
مرے ہوؤں کو جلائیں کہ احمدی ہیں آپ

دعا و استعاذہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
میاں مبارک احمد صاحب راجہ باغ سرینگر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
میاں مبارک احمد صاحب فرزندان عزیز جمشید احمد و دانش احمد سلمہا پور منترہ
رخسان سلمہا پور شیدہ پوتے اور خود کی محبت و سلامتی پریشانیوں کے ازالہ اور
بیش از بیش خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے
ٹاک صدور و سیکر ٹری مال جماعت احمدیہ سرینگر اپنی ازاد اپنے اہل و عیال کی محبت
وسلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے
سیکر ٹری مال جماعت احمدیہ گان (کشمیر) اپنی بیٹی عزیزہ امتہ الحفیظہ سلمہا پور
باعزت ملازمت ملنے کے لئے
مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ اور پیش نظر مقاصد میں حصول کامیابی
کے لئے
پور عزیز محمد لایف منڈاشی سلمہا پور عزیز ناصر محمد شریف منڈاشی سلمہا پور
کے اہل و عیال کی خوشی میں دین رو پنے اعانت بدر میں ادا کر کے عزیز کا
صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے قائلین بدر سے دعا کی عاجزانہ
در خواست کرتے ہیں۔ (خواجہ احمد)

افضل الذکر لایزالہ اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

مہاجر: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لورچیت پور روڈ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475

RESI. 273903

CALCUTTA - 700073.

الخیرۃ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(ابا حضرت سید محمد علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE - 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 - PRINCE STREET, CALCUTTA - 700072.

کیوں عجب کرتے ہو گھر میں آگیا ہو کر سچ؟ خود میجانی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

راچوری الیکٹریکلز (الیکٹریکل کنٹریکٹرز)

RAICHURI ELECTRICALS.

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR.

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY.

ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE - 6348179 } BOMBAY - 400099.
RESI - 629389

حوالہ: خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ امیر

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

الرواف جیولرز

۱۶ نورشید کا تھ مارکیٹ، چندی۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی
(فون نمبر: ۶۱۷۰۹۶)

دُعائے مغفرت

۱۔ افسوس! عزیز بشیر الدین بشیر ابن مکرم حافظہ الدین صاحب درویش، مرحوم مورخ ۵ مارچ کی دینیانی شب بوقت قربانیاں ڈھونڈنے کے دل کا شدید حملہ ہونے کے باعث فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات عمر ۲۲ سال تھی۔ اور پیر آباد کی ایک یتیم کی عزیزہ نسیم اختر سلہا کے ساتھ ان کی شادی ہوئے ہونے تین ماہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ صبح ہوتے ہی یہ اندھناک منبر محمد احمد کے سائین پر بجلی بن کے گری جس نے ہر فرد کو افسردہ و غمگین بنادیا۔

عزیز مرحوم ایک صحت مند، جفاکش اور بہنیں مکھ فوجان تھے۔ بحیثیت سرکار کا کئی ففارت علیا میں خدمت سلسلہ بجالانے کے ساتھ ساتھ زائد اوقات میں بخاری کا ذاتی کام بھی کرتے تھے۔ مورخہ ۹ مارچ کو بعد نماز جمعہ منکر خانہ کے صحن میں محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قائم مقام امیر مقامی نے عزیز مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد میت کو قوام قبرستان میں لے جا کر سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعظم صدر انجمن احمدیہ نے اجتماعی دعا کرائی۔

عزیز کی اندھناک وفات ان کی والدہ، جوان سال بیوہ اور بھائی بہن کے لئے ناقابل برداشت صدمہ کا رنگ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کا کفیل و کار ساز ہو۔ آمین۔

(۲)۔ افسوس! خاکسار کے بہنوئی محکم مٹو ماسٹر صاحب کھیلا دیکر (مورخہ ۲۱ مارچ) کو بوقت دہ بجے شب دل کا شدید دورہ پڑنے کے باعث انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جامعہ احمدیہ کھیلا کے ابتدائی امدادیوں میں سے تھے۔ قبولِ اجرت کے بعد آپ کو طبعی عرصے تک تنید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ازاں بعد آپ کے دو بھائیوں کم مٹو ماسٹر صاحب اور کم مٹو ماسٹر صاحب کو بھی قبولِ حق کی توفیق ملی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ تین لڑکے عزیزان بشیر احمد، ناصر احمد نیر اور عبدالوہد اور ایک بیٹی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ قارئین سے مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار، سہی، مبارک احمد کی بڑی تعلیم جامعہ احمدیہ کو ڈی دیکر انی۔

(۳)۔ افسوس! میری اہلیہ محرمہ شاہ بیگم صاحبہ مورخہ ۲۲ مارچ کو بوقت گیارہ بجے شب مختصر سی علالت کے بعد اس دیر فانی سے انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک، صوم و صلوة کی پابند، خوش اخلاق اور بہان نواز خاتون تھیں۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ مولائیکم اپنے فضل سے مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

(۴)۔ افسوس! محکم راجہ مخفر احمد خان صاحب سندھ باری (کشیئر) مورخہ ۲۱ فروری کی دیرانی شب بوقت قربانیاں چار بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محکم راجہ بھلا برہم خان صاحب صدر جماعت نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں جناب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔

مرحوم تہجد گزار، پابند صوم و صلوة، دعاگر، سادہ طبع اور تبلیغ کا جوش رکھنے والے امدی تھے۔ قبولِ اجرت کی پاداش میں لاکھوں کے کاروبار اور جائیداد سے مرحوم ہوتے۔ مگر ان کے پائے ثبات میں ذرہ بزرگی لغزش نہ آئی۔ مرحوم بفضلہ تعالیٰ اُموی تھے۔ اور مرکزی نمائندگان کی خدمت کرنے میں دلی مستحسوس کرتے تھے۔ قارئین سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی عاجز اندرخواست ہے۔ خاکسار، سید امداد علی معلم و قنفج جدید۔ (اندورہ کشیئر)

ارشاد باری تعالیٰ:-

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

پس (اس سے پہلے) میں تم میں عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے!

(طالاب دعا)

AUTOWINGS,

13-SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS-600004.

76360

PHONES 74350

اوووس

بَصْرُكَ رَجَاكَ نُوحِيْهِ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ { تیری مدد وہ لوگ کریں گے }
{ جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }
(ابا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرز، سٹاکسٹ جیون ڈریسر۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک - ۵۶۱۰۰۰ (اٹریسٹ)
پروپرائیٹرز: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

”میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!“

(ارشاد حضرت بنی سلیمہ علیہم اجمعین)

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE - 560002.
PHONE :- 228666.

محتاج دُعا:- اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این روڈ لائنز
اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

”فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔“ { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد البیکٹر انکس، گڈلک البیکٹر انکس
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر) انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ڈی۔ وی۔ اوشا پنکھولے اور سلائی مشین کے لیے اور سرورسے!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA } BANGALORE - 560002.
PHONE:- 605558.

”قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔“ (ملفوظات جلد ہفتم ص ۳۱)
فون نمبر:- ۲۲۹۱۶ ٹیلیگرام ”ALLIED“

الائیت برادرز

سپلائرز:- کرشنڈ بون - بون میل - بون سینئوس اور ہارن ہوفس وغیرہ
نمبر ۲۴/۲/۲۴ عقب کاچیگڑہ ریلوے سٹیشن - حیدرآباد ۲ (آندھرا پردیش)

پندرھویں صدی، بحری غلبہ اسلام کی صدی ہے!
(حضرت خلیفہ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
(پیشکش)

SAAR Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPAIS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002.
PHONE NO. 522860.

نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!
(ملفوظات حضرت مسیح موعود)

MIR[®]
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیت، ہوائی چیل نیزر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

19th. MARCH 1987.

MASEEH-E-MAUOOD NUMBER

PRICE Rs. 2-00.

BANI[®]

مُوٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس



1956-1981



ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)

CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM : 5, BARKIN STREET CALCUTTA 700071 PHONE : 23-1574 CABLE: **AUTOMOTIVE**

طالبان دُعا : ظفر احمد دانی، الطاهر دانی، عبدالرشید دانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب کالکتہ موٹر ورکس